

5784

# حکایات سعدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کی

۱۱۷ حکایات پر مبنی ایک دلچسپ دیدہ زیب کتاب

مرتبہ  
امیر علی خاں

81344

## جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

حکایات حضرت شیخ شرف الدین سعدیؒ	.....	نام کتاب
امیر علی خاں	.....	نام مؤلف
دلدار حسین فراز کمپوزنگ سنٹر، لاہور	.....	کمپوزنگ
اسلامی کتب خانہ لاہور	.....	ناشر
1000	.....	تعداد
2003ء	.....	سال اشاعت
	.....	قیمت

## پیش لفظ

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار نامور شخصیات کو اس فانی دنیا کی زینت بنایا ہے مگر منشائے الہی باری تعالیٰ ہے کہ ان کو دوام حاصل نہ ہو سکا محض ان کے اعمال و اقوال کی یاد ہی دنیا میں باقی رہی۔ جو لوگوں کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی ہیں۔

ان نامور اور نیک شخصیات میں حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی سرفہرست ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ انسان ہونے کے علاوہ فرشتہ سیرت عالم دین تھے۔ انہوں نے دین کی خدمات میں زندگی بسر کر دی جس کی وجہ سے مشائخ علماء کرام اور بادشاہوں نے ان کو عزت بخشی اور ان کی تعلیمات کو سلطنت کا دستور بنایا۔ جن کی وجہ سے ان کا نام آج تک پوری دنیا میں زندہ و جاوید ہے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں گلستان سعدی اور بوستان سعدی پند و نصائح کی نمایاں اور بے نظیر کتابیں ہیں۔ جو کہ آج تک ہمارے نصاب کا حصہ بنی ہوئی ہیں۔ ان کتابوں میں حضرت شیخ سعدی نے حکایات کے پردے میں ایسے جادو اثر اور دلاویز پیرائے میں درس اخلاق دیا ہے کہ ان سے بے اختیار انسان متاثر ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں کتابیں ایسے باغوں کی مانند ہیں جس کے پھل اور پھول صد روح افزا ہیں۔

ان دونوں کتب میں سے چیدہ چیدہ حکایات ضرب الامثال اور اقوال کو  
 عام فہم اردو کا لباس پہنا کر پیش کیا ہے۔ اور جو بھی اخلاقی سبق حاصل ہو گا وہ  
 حضرت شیخ سعدی کے اسباق کا مفہوم ہی ہو گا۔ اگر کسی جگہ کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس  
 صورت میں قارئین کرام مہربانی فرما کر ناشرین کو مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن  
 میں مناسب تصحیح کر دی جائے (انشاء اللہ) میری دعا ہے کہ ملت پاکستان کے زیادہ  
 سے زیادہ لوگ اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ سے مصنف کے  
 لیے دعا گو ہوں۔ شکر یہ۔

والسلام

امیر علی خاں

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۱	قسمت سے لڑنا سراسر نادانی ہے	۴		<u>حالات زندگی</u>	I
۲۵	تقدیر ساتھ چھوڑ گئی۔	۵	۱۰	پیدائش	۱
۲۷	قسمت کا لکھا پورا ہوتا ہے	۶	۱۰	والد محترم	
۲۷	قسمت کے بغیر رزق نہیں ملتا	۷	۱۱	تعلیم و تربیت	
	تقدیر کے سامنے کوئی تدبیر کارگر	۸	۱۱	اساتذہ کرام	
۲۸	نہیں ہوتی۔		۱۲	وفات	
۲۹	موت سے بھاگنا ناممکن ہے	۹	۱۲	مزار سعدی	
۲۹	رزق کا انحصار عقل پر نہیں۔	۱۰	۱۳	سیرت و کردار	
۳۰	دکھ سکھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے	۱۱	۱۶	تصانیف	
۳۱	شہ زور زیادہ فاقہ کھاتے ہیں۔	۱۲	۱۷	طویل سیاحت	
	خدا نے خوش نصیبی کا اختیار کسی کو	۱۳	۱۸	شیراز کو واپسی	
۳۱	نہیں دیا		۱۹	نکاح	
	ہر شخص تقدیر کے آگے بے بس	۱۴		حکایات سعدی	
۳۲	اور نصیب کا قیدی ہے			<u>تقدیر</u>	II
۳۳	<u>ریا کاری</u>	III	۲۰	دیکھئے تقدیر کیا فیصلہ کرتی ہے؟	۲
۳۵	رات کے چوروں کی ضرورت نہیں	۱۵	۲۱	انسان تقدیر کے آگے بے بس ہے	۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۲	استاد کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا	۴۶
۳۳	عقلمند دعا کو غنیمت جانتے ہیں	۴۷
۳۴	غیبت جائز ہے	۴۸
۳۵	دو چیزیں حرام ہیں	۵۰
۳۶	ظالم بیوی کا بوجھ	۵۰
۳۷	اچھائی کو لے لو برائی کو چھوڑ دو	۵۱
۳۸	حکم خداوندی کے بغیر پتا بھی	۵۱
	حرکت نہیں کرتا	
۳۹	گدا اگر کو تکبر زیب نہیں دیتا	۵۲
۴۰	تقدیر کی چابیاں اسی کے ہاتھ	۵۳
	میں ہیں	
۴۱	تقدیر کا توشہ نہیں ملتا	۵۴
۴۲	اب پچھتائے کیا ہوت جب	۵۵
	چڑیاں چک گئیں کھیت	
۴۳	ہمت نہیں ہارنی چاہیے	۵۵
۴۴	ریشم تو میں نے کیڑوں سے چھینا تھا	۵۷
۴۵	اور تیشہ والے! ذرا دھیرے سے	۵۸
	تیشہ چلا۔	
۴۶	ہر شخص کی روح قبر کی طرف بھاگتی ہے	۵۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۶	چغل خوری سے بچو	۳۵
۱۷	چغل خود مفت میں بدکاری کرتا ہے	۳۶
۱۸	اگر وہ حسد کی وجہ سے دوزخ	
	جائے گا تو چغلی کی وجہ سے	۳۶
۱۹	ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنو	۳۸
۲۰	بزرگوں کا دامن مت چھوڑو	۳۸
۲۱	دشمن کی موت پر خوش مت ہو جاؤ	۳۹
۲۲	چغل خور کو خیر خواہ نہ جانو	۳۹
۲۳	اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرو	۴۰
۲۴	غیبت کرنے سے عزت کم ہو	
	جاتی ہے	۴۱
۲۵	غیبت کرنے والا سب سے بڑا	
	بد بخت ہے	۴۲
۲۶	عیب کا پرچار نہ کر	۴۲
۲۷	اپنی حیثیت سے نہ بڑھو	۴۳
۲۸	جس کا کام اسے ہی ساجھے	۴۴
۲۹	مقام فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے	۴۵
۳۰	دکھ پہنچانے والے سے لوگ دور	
	رہتے ہیں	۴۵
۳۱	غریب بہشت میں پہلے جائیں گے	۴۵

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۶۸	انگور کی بیل کا سایہ باعث راحت بنا	۶۰
۶۸	غرور کا سر نیچا	۶۱
۶۹	جو بھی مصیبت آتی ہے وہ اشارہ الہی سے آتی ہے	۶۲
۷۰	خود بین کو اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتا	۶۳
۷۰	شریف آدمی حوصلہ مند ہوتا ہے	۶۴
۷۱	کسی کو برانہ جانو	۶۵
۷۲	حجاج بن یوسف کے حق میں دعا	۶۶
۷۳	ظلم کی بنیاد پہلے کم تھی	۶۷
۷۴	حضرت عمر بن عبدالعزیز کی انگوٹھی	۶۸
۷۴	بخیل کے لیے قرآن کا ختم کرنا	۶۹
۷۴	آسان ہے مگر صدقہ کرنا مشکل	۷۰
۷۵	ادھار عزت کی قینچی ہے	۷۱
۷۶	لا لچ ذلت کا باعث ہے	۷۲
	<b>ریا کاری</b>	<b>IV</b>
۷۷	بلندی کے خواہش مند ہو تو تواضع اختیار کرو	۷۳
۷۸	خلیفہ دوم کی انکساری	۷۴

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۴۷	اگر دوست کو ناراض نہ کرنا تو آج	۴۷
۵۹	دشمن کے ظلم نہ سہتا	۴۸
۵۹	جنت میں گنہگار کس طرح جاسکتا ہے؟	۴۹
۶۰	بلی پاخانہ کرنے کے لیے صاف ستھری جگہ تلاش کرتی ہے	۵۰
۶۰	اللہ تعالیٰ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا	۵۱
۶۱	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا	۵۲
۶۲	کتے سے زیادہ مسکینیت کسی میں نہیں	۵۳
۶۳	انسان آخر انسان ہے	۵۴
۶۳	بدوں کے ساتھ نیکی نہیں کی جاتی	۵۵
۶۴	سخی اور بخیل میں فرق	۵۶
۶۵	ہمدردی	۵۷
۶۵	جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اللہ پاک اس پر رحم نہیں کرتا	۵۸
۶۶	دست درازی کے وقت بت کو ڈھانپ دیا	۵۹
۶۷	ضرورت کے وقت مانگی حوصلے کے مطابق دی	۶۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۸۸	انسان خود غرض نہ ہو	۸۹
۸۹	نام حاجیوں کا۔ کام پاجیوں کا	۹۰
۹۰	حضرت ذوالنون مصری اور وزیر	۹۰
۹۱	پوچھنے میں عار نہیں	۹۱
۹۲	فائدہ اٹھانے کی امید پر	۹۱
۹۳	معزز آدمی کا کینوں کے ہاتھوں	۹۳
۹۲	ذلیل و خوار ہونا	۹۲
۹۳	اپنی دولت کو صدقہ جاریہ میں لگا	۹۳
۹۵	اللہ تعالیٰ ہر شخص کی بہتری کو خوب	۹۵
۹۴	جانتا ہے	۹۴
۹۶	عقلمند کے نزدیک یہ دنیا کوڑے	۹۶
۹۵	کرکٹ کے ڈھیر ہے	۹۵
۹۷	جب موت آئے گی تو ہم برابر	۹۷
۹۶	ہوں گے	۹۶
۹۸	جنگ عورتوں اور بھڑوں کا کام	۹۸
۹۸	نہیں۔	۹۸
۹۹	کمزور کی دعا بھی طاقت رکھتی ہے	۹۹
۱۰۰	سچ مچ کا بادشاہ تھا	۱۰۰
۱۰۱	حضرت سعدی کی باتوں کو غور	۱۰۱
۱۰۱	سے سنو۔	۱۰۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۷۴	اگر خدا نے تجھ پر انعام کیا ہے تو	۷۴
۷۹	اس کا شکر کر تکبر نہ کر	۷۹
۷۵	کسی کی ہنسی نہ اڑاؤ	۷۹
۷۶	کان اور زبان دل کی چابیاں ہیں	۸۰
۷۷	بدمزاج دکاندار کا شہد بھی کڑوا	۷۷
۸۱	لگتا ہے	۸۱
V	خاموشی	
۷۸	اپنے راز کو چھپاؤ	۸۲
۷۹	بلا ضرورت گفتگو سے پرہیز	۷۹
۸۲	بہتر ہے	۸۲
۸۰	بادشاہ کا سوال	۸۳
۸۱	ہر کام میں اعتدال اختیار کرو	۷۴
۸۲	خود غرضی بری بات ہے	۷۵
۸۳	ہم تم سے بہتر ہوں گے	۷۶
VI	تعلیم و تربیت	
۸۴	فطرت تبدیل نہیں ہوتی	۸۷
۸۵	آخرت میں صرف عمل کا سوال ہوگا	۸۷
۸۶	انسان کی سنی اور باپ کی محبت	۸۸
۸۷	بروں سے ادب	۸۹



صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۱۳	ہم کچھ کرنے کے بارے میں	۱۱۳
۱۱۲	سوچ رہے تھے کہ زندگی ختم ہوگئی	۱۱۲
۱۱۳	اپنی ہی مصیبت زیادہ معلوم ہوتی ہے	۱۱۵
۱۱۳	نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن	۱۱۶
۱۱۵	دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو	۱۱۷
۱۱۶	<u>اقوال زریں</u>	<u>VII</u>

تست بالفیبر

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۰۲	اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل کرنے کے لیے مخلوق کی خدمت کریں	۱۰۲
۱۰۳	نیک اور پارسا لوگ بھی عام لوگوں میں ہوتے ہیں	۱۰۲
۱۰۳	بخیل کے لیے بچے بددعا کرتے ہیں	۱۰۳
۱۰۳	غیور درویش	۱۰۴
۱۰۶	خود دار اور غیور سے بڑھ کر کوئی بلند ہمت نہیں	۱۰۵
۱۰۷	تندرستی کا راز کیا ہے؟	۱۰۶
۱۰۷	دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں	۱۰۷
۱۰۹	لوگوں پر مہربانی کرو مگر احسان نہ جتاؤ	۱۰۷
۱۱۰	مصلحت آمیز جھوٹ فتنہ انگیز سچ سے بہتر ہے	۱۰۸
۱۱۱	قلعہ خوبصورت تو ہے مگر مضبوط نہیں	۱۰۹
۱۱۲	جیسا تو مخلوق سے سلوک کرے گا ویسا ہی اللہ تعالیٰ تجھ سے کرے گا	۱۱۰
۱۱۳	انسان مٹی سے بنایا گیا ہے	۱۱۱

## ۱۔ حالات زندگی

### حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ

#### پیدائش:

حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ ۷۲۱ھ بمطابق ۱۳۲۵ھ ہجری یا ۶۰۶ ہجری کے درمیان قصبہ طوس (شیراز) شیراز میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام شرف الدین، لقب مصلح الدین اور تخلص سعدی تھا۔ آپ نجیب الطرفین تھے اور مذہبی گھرانے سے تعلق تھا۔ شاہ ایران ابوبکر بن سعد زنگی کی نسبت سے اپنا تخلص سعدی رکھا۔

#### والد محترم:

آپ کے والد محترم کا نام عبداللہ تھا جو کہ نہایت خدارسیدہ اور دیندار بزرگ تھے۔ آپ کے والد محترم ہی وہ پہلے استاد تھے جنہوں نے آپ کی تعلیمی اور ذہنی تربیت کی۔ مگر والد کا سایہ عاطفت کم سنی میں ہی اٹھ گیا تھا، مگر دیندار اور سلیم الطبع ماں کی

ٹی جانسن۔

دیکھ بھال اور گھر کے مذہبی ماحول نے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی سرشت میں دین کی محبت اور پرہیزکاری کوٹ کوٹ کر بھر دی۔  
تعلیم و تربیت:-

یہ حقیقت ہے کہ ہر بچے کے لیے گھر اس کے لیے پہلے مدرسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی خوش نصیب تھے کہ ان کے والد محترم حضرت شیخ عبداللہ بڑے عالم دین اور خدا ترس شخص تھے۔ اس لیے گھر کی عمدہ تربیت نقش اول کی طرح ان کے دل پر ثبت ہو گئی اور علم و عرفان کی لگن جو گھر سے نصیب ہوئی وہ مقامی درسگاہوں میں پروان چڑھنے لگی۔ اگرچہ آپ کی تعلیم شیراز میں مکمل نہ ہو سکی۔ جس کی کئی وجوہات بتائی جاتی ہیں جن میں اہم درج ذیل ہیں:-

i - ملک میں بد امنی اور انتشار کا ہونا۔

ii - والد محترم کی وفات۔

iii - تاج و تخت کے دعویداروں میں آئے دن لڑائیاں۔

اساتذہ کرام:-

آپ نے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے وطن شیراز کو خیر باد کہہ دیا اور علم کی پیاس بجھانے کے لیے بغداد تشریف لے گئے جہاں مدرسہ نظامیہ بغداد میں داخل ہو گئے۔ تو وہاں پر ابواسحاق شیرازی بڑے صاحب کمال اور بڑے بحر علوم کے مالک تھے۔ آپ نے ان سے خوب علمی فیض حاصل کیا۔ ان کے علاوہ مایہ ناز صوفی اور بزرگ حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جن کا پورا نام ابوالفرح

عبدالرحمن بن جوزی تھاتے علم حاصل کیا۔ حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم محدث اور امام علم و فن مانے جاتے تھے۔ تصوف میں حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو اپنا ربیب و راہنما بنایا۔ اور راہ تصوف کے ارتقاء میں آپ کو محترم شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے ساتھ کئی بار بحری سفر کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا ایک بڑا حصہ راہ سوک کی گردن میں گزارا۔ اور اس راستے میں بھی آپ نے اپنے نادر روزگار استاد حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو مایوس نہیں کیا تھا۔

### وفات :-

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بعض مصنفین کا خیال ہے کہ آپ نے تقریباً ۱۲۲ سال کی عمر میں وفات پائی آپ نے ۶۹۱ ہجری بمطابق کوشیراز میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے آپ نے اپنی زندگی کو مختلف ادوار میں تقسیم کر رکھا تھا مثلاً کے طور پر :-

- i- چھتیس برس کی عمر میں آپ نے لکھنا پڑھنا سیکھا۔
- ii- دوسرے تیس برس علم و مشاہدہ کے طور پر سیر و سیاحت میں بسر کر دیئے۔

### مزار حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ :-

آپ کا مزار مقام دلکشاسے کچھ فاصلہ پر پہاڑ کے دامن میں ایک بہت بڑی مربع عمارت میں ہے اور وہ مقام سعدیہ کے نام سے مشہور ہے اہل شیراز ہفتہ میں ایک دن وہاں جاتے ہیں اور مزار پر فاتحہ خوانی کرنے کے علاوہ پھول بھی

نچھاور کرتے ہیں۔

سیرت و کردار:-

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ان باکمال شخصیات میں شمار ہوتے تھے جن کی ذات میں بے شمار صفات عالیہ پوشیدہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جس طرح اپنے دور کو اپنے فکر و فن سے متاثر کیا اسی طرح وہ آج بھی ساری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

حقیقت ہے کہ مقام سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو جاننا اور سمجھنا کارگراں ہے ان کی خوبیاں صفات، اُن کا علم اور اُن کے تجربات۔ اہل نگاہ کی نظر میں اس مقام پر ہیں جہاں آج بھی رسائی مشکل اور کسی حد تک ناممکن بھی نظر آتی ہے۔ انہی علم و ادب کے پیکر اور جوہر گرانمایہ کے بارے میں حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا تھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم بڑے علم دین کے مالک تھے۔ صوم و

صلوٰۃ کے پابند اور تلاوت قرآن پاک کے بڑے رسیا تھے۔ اس کے علاوہ شیراز

ان دنوں ایران کا دارالخلافہ اور علم و ادب کا مرکز شمار ہوتا تھا۔ بڑے بڑے عالم و

فاضل اور صوفی و دانشور اس شہر کی رونق کو دو بالا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس تعلیمی

اور ادبی ماحول کا آپ کی طبیعت پر گہرا اثر ہوتا تھا۔

چونکہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی علمی و مذہبی ماحول

نصیب ہوا تھا اس لیے ان کی طبیعت میں فقر اور درویشی جیسے گراں قدر اوصاف پیدا ہو چکے تھے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ میں بلا کی قناعت کا جذبہ بھی تھا اور تصوف تو انہیں فطری طور پر ودیعت ہوا تھا۔ حضرت شیخ سعدی "محفل سماع کے بڑے شوقین تھے مگر ایک دن ایسے بھونڈے اور بے سُرے قوال سے واسطہ پڑا کہ تمام رات تکلیف میں ہی گزار کر صبح فجر میں آپ نے اپنا عمامہ اتار کر ایک دینار کے ساتھ اس قوال کو پیش کیا اور محفل سماع سننے سے تائب ہو گئے۔ آپ کی طبیعت بالکل بے نیاز قسم کی تھی۔ آپ مکمل فقر و فاقہ اور رضائے خداوندی اور قناعت و صبر کوشی پر قانع رہتے تھے۔ آپ نے اپنے اشعار میں ان اوصاف کا ذکر بھی فرمایا ہے مثال کے طور پر آپ نے فرمایا کہ:

”اگر تم قناعت پسندی اختیار کرو گے تو تمہیں بادشاہ و گدا  
یکساں نظر آئیں گے۔ تم بادشاہ کے آگے کہیں سر جھکاتے  
ہو۔ حالانکہ تم خود بادشاہ وقت ہو۔ اگر کوئی شخص طمع کو خیر باد  
کہہ دے تو وہ اپنے آپ کو غلام اور خانہ زاد نہیں لکھ سکتا۔  
بلاشبہ نفس امارہ ہی انسان کو ذلیل و خوار کرتا ہے اور تمہیں ہوش  
ہو تو نفس کی عزت کرو۔ اور اگرچہ تمہیں زمین پر پڑ کر سونا  
پڑے۔ لیکن دوسرے کے قالین کے لیے کسی کے آگے زمین  
بوسی نہیں کرنی چاہیے“

شیخ سعدی رحمۃ اللہ کو بے جا کسر نفسی سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ وہ عزت نفس پر قائم تھے اور صبر و قناعت کو ہی اپنا مسلک سمجھتے تھے۔ اس لیے انہیں عسری (تنگی)

تقاضوں کا اکثر سامنا کرنا پڑتا تھا۔ انہیں آزمائش کی سخت راہوں اور ابتلاؤں کا بھی سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اگرچہ شیخ صاحب کو مجبوراً امرا و سلاطین کی محفلوں میں جانا پڑتا مگر اس آزمائش میں بھی حضرت شیخ سعدی پورے اُترتے تھے کبھی اپنی عزت نفس کو مجروح نہ ہونے دیتے تھے اور ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی ان کا قول ہے کہ:

”آزاد گردن بھی بھلا کسی کے آگے جھک سکتی ہے؟“

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سلاطین وقت کو بلا جھجک اور دو ٹوک الفاظ میں سرزنش کر دیتے تھے اور بے خوفی سے سچ بولا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے دور میں آپ نے مجبوری کی بنا پر بادشاہوں اور سلاطین کے لیے مدحیہ قصائد بھی لکھے مگر ان قصائد کا رنگ دوسروں سے بالکل مختلف ہوتا تھا۔ وہ اپنے اشعار میں کبھی بے جا تعریف اور چاپلوسی کا مظاہرہ نہ کرتے تھے۔

عظیم انسانوں کی طرح ان میں حسد اور ریاکاری نام کونہ تھی۔ بے خوفی اور حق گوئی ان کا خاص زندگی کا طریقہ تھا۔ وہ عزت نفس کا احترام کرتے تھے۔  
اس کا اندازہ محض اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ:

”حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مصر کے شہر

اسکندریہ میں تھے اور ملک میں قحط پڑ گیا تھا۔ ان دنوں ایک

مالدار منٹ (ہیجرہ) لوگوں کی مدد کرتا تھا۔ بہت سے لوگ مال

اور اجناس اُس کے پاس حاصل کرنے کے لیے جاتے تھے

اور قحط ہونے کی وجہ سے وہ بھی بڑے ضرورت مند تھے مگر ان

حالات کے باوجود آپ کی خودداری اور عزتِ نفس نے یہ گوارہ نہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان کے آگے اپنا ہاتھ پھیلائے۔ آپ کی تصانیف گلستان و بوستان ایسی لازوال صفات سے بھری پڑی ہے۔ جنہیں پوری دنیا میں پسند کیا جاتا ہے اور دنیا کے بہت سے ممالک میں یہ نصاب کا حصہ ہیں مگر صدیاں بیت جانے کے باوجود وہ ہر کس و ناکس کی پسند کا مرکز ہیں۔

### تصانیف:-

آپ کی تصانیف کا ذکر مختلف کتب میں ملتا ہے۔ بہر حال آپ کی اہم

تصانیف درج ذیل میں دی جاتی ہیں:

- i - گلستان ii - بوستان iii - کریمہ -
- iv - کتابتِ بیت v - دیوانِ غزلیات
- vi - تاریخِ عباسیہ یا تاریخِ ہند (آٹھ جلدوں میں)
- vii - تصوف میں چند رسائل -
- ix - مجموعہ قطععات و رباعیات
- x - قصائدِ عربی و فارسی

شیخ سعدی کی تمام کتب پایہ قدر منزلت کی مالک ہیں مگر ان میں گلستان اور بوستان نے بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ دنیا بھر کے دانشوروں نے اپنے شیخ سعدی کے سامنے جھکا دیئے اور مشرق و مغرب کے کئی مصنفین نے آپ کے



حالات زندگی قلم بند کیے ہیں ان میں مولانا حالی، شبلی نعمانی، مرزا حیرت براؤن، ٹی جاسٹس اور رضا زادہ شفق قابل ذکر ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی نظم اور نثر کافی قابل ذکر ہیں وہ ان دونوں میں اپنے فن کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔

### طویل سیاحت :-

سیاحت بھی تعلیم کا ذریعہ ہے۔ سفر کے دوران ہر انسان مختلف قسم کی معلومات حاصل کرتا ہے تو حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحصیل علم سے فارغ ہو کر سیاحت کی کمر باندھی۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں کل کتنا قیام فرمایا؟ اور وہ بغداد سے کب سیاحت کے لیے اور سیاحت میں کتنا عرصہ گزارا؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے تیس برس سیاحت میں گزارے (واللہ اعلم) مگر صحیح صورت حال کو کسی نے بھی بیان نہیں کیا ہے۔ البتہ ان کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ ایشیا، افریقہ وغیرہ کے ملکوں میں سیر و تفریح کے لیے صرف کیا۔ شیخ سعدی نے اپنی ہمہ گیر طویل سیاحت کی طرف ان اشعار میں اشارہ کیا ہے:

در اقصائے عالم بکشتم بے

بسر ہر دم ایام باہر کسے

تمتع زہر گوشہ یافتم

زہر خرمنے خوشہ یافتم

”میں دنیا کے اطراف میں بہت گھوما۔ ہر قسم کے لوگوں کے

ساتھ میں نے زمانہ گزارا۔ میں نے ہر گوشہ سے فائدہ اٹھایا

اور ہر انبار سے خوشہ چنا۔“

یہ بھی عام مشہور ہے کہ مشرقی سیاحوں میں سے ابن بطوطہ کے سوا حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اور کوئی سیاح نہیں۔ آپ نے عراق، عمان، عرب، مصر، شام، فلسطین، یمن، ہندوستان، آرمینیا، حبش، طرابلس، تاتار، چین، کاشغر، ولیم جملہ ممالک ایران، رودبار، خراسان وغیرہ کی سیر کی اور بصرہ، کوفہ، بیت المقدس، دمشق، حلب، حمص، بعلبک اور اقصائے روم کے شہروں میں عرصہ تک ان کی آمد و رفت رہی، آپ نے کئی بحری سفر کئے۔ چنانچہ بحیرہ روم، بحیرہ قلمزم، بحیرہ عرب، بحیرہ ہند، بحر عمان اور خلیج فارس کے متعدد سفر ان کی اپنی تحریروں اور کلام سے عیاں ہیں۔ بلکہ ان کی بعض روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یورپ کے کئی ملکوں کا سفر بھی کیا۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے چودہ مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی جو کہ پیدل جا کر کئے۔ آپ نے اپنے سفر کے دوران ایسے واقعات قلمبند کئے ہیں جن سے قارئین کے لیے دلچسپی کے لیے دور رس نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

شیراز کو واپسی:-

حضرت شیخ سعدی اپنی طویل سیاحت کے بعد ۶۵۸ ہجری میں اپنے وطن واپس آئے اور باقی ساری عمر اپنے وطن شیراز میں ہی گزاری اس عرصہ میں ان کی زندگی دوریشانہ ہی رہی۔ مگر وہ ایک صوفی باصفا کی حیثیت سے اہل شیراز کا مرجع عقیدت بنے رہے۔ اور آج بھی ان کا شمار صوفیہ کبار میں ہوتا ہے۔

یہ بھی امر قابل وضاحت ہے کہ جب حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی

طویل سیاحت میں مصروف و مشغول تھے تو ان کا وطن ایک خوشگوار انقلاب سے ہمکنار ہو گیا تھا۔ کیونکہ والی شیراز سعد زنگی نے ۶۲۳ ہجری میں وفات پائی تو ان کے بعد ان کا بیٹا قتلغ خاں ابوبکر تخت نشین ہوا جو کہ بہت ذہین اور سمجھدار تھا۔ اس نے اپنے حسن تدبیر اور دانشمندی سے طوائف الملوکی اور بد امنی کا بالکل خاتمہ کر دیا اور ملک امن و امان کا گہوارہ بنا دیا اور شیراز پھر ایک بار علماء و زہاد کا مرکز بن گیا۔ مدرسے خانقاہیں اور مساجد آباد ہو گئیں اور ہر طرف پر امن چہل پہل ہو گئی تھی، قتلغ خاں ابوبکر بن سعد زندگی کی تخت نشینی کے پینتیس (۳۵) برس کے بعد ۶۵۸ ہجری میں آپ اپنے وطن واپس لوٹے تھے جو کہ بہت ہی موزوں اور خوشحالی کا زمانہ تھا۔ آپ چونکہ ایک درویش طبع اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے۔ لہذا آپ نے اپنی بقایا زندگی عبادت شب بیداری اور تلاوت کلام پاک میں ہی گزار دی۔ اور آخر کار اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔

### نکاح:-

- حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں دو نکاح کئے تھے جو کہ ان کی مشہور اور اہم تصانیف گلستان اور بوستان سے معلوم ہوتا ہے۔
- 1- آپ نے پہلا نکاح حلب میں ایک رئیس زادی سے کیا۔ اس بیوی سے ان کی اولاد کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔
  - 2- آپ نے دوسرا نکاح صنعا (یمن) میں کیا۔ اس بیوی سے آپ کی اولاد بھی ہوئی مگر وہ بچپن ہی میں وفات پا گئی۔ ان مختصر سے حالات سے زیادہ ان کی عائلی زندگی کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں۔

## حکایات حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

### ۱۔ تقدیر

دیکھئے تقدیر کیا فیصلہ کرتی ہے؟

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے صنعا (یمن) کے جنگل میں ایک شکاری کتے کو دیکھا کہ اس کے دانت نکل چکے تھے یا کسی نے نکال دیئے تھے مگر ظاہراً وہ دکھائی دیتا تھا کہ کسی زمانے میں وہ شکاری کتا مضبوط پنجوں کا مالک ہوتا ہوگا۔ مگر اب بے بسی کے عالم میں بوڑھی لومڑی کی طرح عاجز نظر آتا تھا۔ ماضی میں وہ بڑے بڑے شکار کیا کرتا تھا مگر اب وہ محلے کی بوڑھی بکریوں سے دولتیاں کھاتا تھا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شکاری کتے کو مسکین و ناچار جان کر اپنے کھانے میں کچھ حصہ ڈال دیا۔ مگر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو روتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ:-

”معلوم نہیں خدا کے نزدیک یہ کتا بہتر ہے یا میں؟“۔

بظاہر انسان ہونے کی وجہ سے میں ہی بہتر دکھائی دیتا ہوں مگر انجام خدا

جانے۔ دیکھئے تقدیر کیا فیصلہ کرتی ہے؟

اگر آخر وقت میں کلمہ نصیب ہو جائے تو ایمان کی دولت کے ساتھ جانا  
ہوا تو پھر خدا سے ضرور مغفرت کی امید ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو یہ کتا مجھ سے  
بہتر ہے۔

### ۳۔ انسان تقدیر کے آگے بے بس ہے

جب انسان قضا و قدر کے فیصلوں کو رو دیا تبدیل نہیں کر سکتا تو پھر بہتر یہی  
ہے کہ اُن پر تسلیم و رضا کا اظہار کرے۔ نیک بختی خدا کی اطاعت سے ملتی ہے۔  
کوئی آدمی اپنی طاقت اور ہمت سے حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر یہ معاملہ اپنی  
ہمت اور طاقت پر موقوف ہوتا تو چیونٹیوں کو کمزوری کی وجہ سے زندہ رہنے کا کوئی  
حق حاصل نہ ہوتا اور صرف شیروں کے علاوہ کسی کو روزی نہ ملتی۔ جب انسان کا  
اپنے مقدر کو بدلنا بس میں نہیں راضی تو مناسب یہی ہے کہ راضی برضا ہو جائے  
تقدیر میں اگر لمبی عمر لکھی ہوئی ہے تو سانپ بچھو اور تلوار یا شیر اسے ہلاک نہیں کر  
سکتے۔ اور اگر مقدر میں عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے تو انسان شربت بھی پئے تو زہر کی  
طرح اثر کرے گا۔ مشہور پہلوان رستم کی جب موت آئی تو شفا دجیسے کمتر شخص نے  
اسے ہلاک کر دیا۔ اس کا یہ مقصد ہے کہ انسان تقدیر کے سامنے بے بس ہوتا ہے  
اور جب موت آجاتی ہے تو پھر طاقت کے بل پر اسے روکا نہیں جاسکتا۔ بلکہ اسے  
اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر خوشی کے ساتھ تسلیم کر لینا زیادہ دانائی اور مناسب ہے۔

### ۴۔ قسمت سے لڑنا سراسر نادانی ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فوجی

دوست تھا جو کہ اصفہان کا رہنے والا تھا اور وہ بڑا جنگ جُو اور بلا کا تیز طرار آدمی تھا۔ اُس کے ہاتھ ہمیشہ خون آلود رہا کرتے تھے۔ اور اُس کے دشمن اکثر بدلے کی تمنا میں پیچ و تاب کھایا کرتے تھے وہ ہمیشہ مسلح رہا کرتا تھا۔ تیرکمان باندھ کر رکھتا اور اُس کے تیروں سے شعلے جھڑا کرتے تھے۔ ایسا شہ زور اور بہادر آدمی تھا کہ شیر بھی اُس سے لرزاں و ترساں رہا کرتے تھے۔ اور وہ دعوے کے ساتھ تیر کو نشانے پر مارا کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر تیر سے دشمن کو مار گراتا تھا۔ اس کا تیر دوہری ڈھالوں میں سے آسانی سے گزر جاتا تھا۔ جب وہ دشمن کے تیر مارتا تو اس کے خود اور سر کو سی ڈالتا۔ ٹڈی دل بھوک کے وقت جس طرح چڑیوں مکڑیوں کا شکار کرتا ہے وہ اس طرح دشمنوں کا شکار کرتا تھا اگر فریدون جیسے بہادر سے اس کا مقابلہ ہو جاتا تو اسے تلوار نکالنے کی مہلت نہ دیتا۔ شیر اور چیتے اس بہادر کے سامنے بے بس تھے گویا اُس نے شیروں کے بھیجے میں ہاتھ ڈال رکھا تھا۔ اس کا دمقابل اگر پہاڑ جیسا مضبوط بھی ہوتا تو اسے پیٹی سے پکڑ کر ہوا میں اچھال دیا کرتا تھا۔ زرہ بکتر پہنے ہوئے دشمن کو کٹاری مارتا تو اس کے جسم میں سے پار ہو کر گھوڑے کی زین پر جا لگتی تھی پھر شریف اور بہادر ایسا کہ جہان میں اس کی مثال نہ ملتی تھی۔ مجھے ہمیشہ اپنے ~~پہاڑ~~ رکھتا کیونکہ وہ نیکی پسند اور نیکو کار لوگوں کو چاہتا تھا۔ مجھے اچانک وہاں جانا پڑا کیونکہ وہاں سے میرا دانہ پانی ختم ہو گیا تھا۔ تو میں عراق سے شام آ گیا وہ سرزمین مجھے بہت اچھی لگی تھی اور پھر کچھ دن بعد جب اپنے وطن کی یاد ستانے لگی تو وطن چل دیا۔

ایک بار پھر مجھے عراق سے گزرنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں رات کو بستر پر

81344

پڑا غور و فکر کرنے لگا کہ وہی دوست جو کہ بہت بہادر اور جنگجو تھا مجھے یاد آیا کیونکہ نمک زخم میں داخل ہو کر اسے تازہ اور گہرا کر دیتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کا نمک کھایا ہوا تھا اس لیے دوست کی یاد کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ میں اس سے ملاقات کے لیے اصفہان پہنچا اور بڑی شدت سے اس کی تلاش کی مگر جب وہ مجھے ملا تو میں اُسے دیکھ کر حیران ہی رہ گیا کیونکہ وہ ماضی میں کڑیل جوان ہوا کرتا تھا، مگر گردشِ زمانہ نے اسے بوڑھا کر دیا تھا۔ اُس کی کمر جھک کر مثل کمان خم کھا چکی تھی اور اس کی گلابی رنگت زرد گھاس کی طرح زرد ہو گئی تھی۔ سر کے بال گویا برف باری کی وجہ سے سفید پہاڑ ہو گئے تھے اور اُن پہاڑوں کے پگھلنے سے پانی جاری ہو چکا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے گویا پانی کے چشمے بہ رہے تھے اور اُس کے رخساروں کو تر کر رہے تھے۔ وہ تقدیر کی گردش سے شکست خوردہ نظر آتا تھا اور اُس میں پہلے جیسی بہادری نام کو بھی نہ تھی۔ زمانے نے اسے ایسا چاروں شانے چت کر دیا تھا کہ سارا فخر و غرور جاتا رہا تھا۔ وہ سر جو بلند رہا کرتا تھا اور کمزوری کی وجہ سے زانو پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ:-

”سردار! تم شیروں کو پکڑا کرتے تھے اب بوڑھی لومڑی کی

طرح کمزور کیوں ہو گئے ہو؟“

وہ ہنس کر کہنے لگا کہ:-

”جب سے تاتاریوں سے جنگ ہوئی ہے میری جنگ جوئی

اور بہادری خاک میں مل گئی ہے۔ اُن کے پاس اسلحہ اتنا تھا

کہ گویا تیروں کا جنگل نظر آتا تھا اور اُس میں سرخ جھنڈے ایسے لگتے تھے جیسے جنگل میں آگ لگی ہوئی ہو۔ میں پوری جرأت و بہادری کے ساتھ لڑا مگر جب قسمت ہی ساتھ نہ دے تو صرف حوصلہ کیا کر سکتا ہے؟۔ میں جب حملہ کرتا تھا تو نیزے کے ساتھ دشمن کے ہاتھ کی انگوٹھی نکال لیا کرتا تھا۔ جب قسمت نے ساتھ نہ دیا تو انہوں نے مجھے ایسے گھیر لیا جیسے انگوٹھی نے انگلی کو گھیر لیا ہوتا ہے پھر میں نے بھاگ جانے کو ہی غنیمت سمجھا کیونکہ قسمت سے جنگ کرنا نادانی ہے۔“

جس کو قسمت نہ بچائے اُس کو یہ خود اور زر ہیں کیسے بچا سکتی ہیں؟ اگر فتح نصیب میں نہ ہو تو بازو بے کار ہو جاتے ہیں اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ تا تاری بڑے ہی شہ زور تھے۔ انہوں نے خود اور زر ہیں پہن رکھی تھیں اور گھوڑوں کے سُموں پر بھی لوہا چڑھا رکھا تھا۔ جب اس لشکر کی دھول نظر آئی تو ہم نے بھی زر ہیں پہن لیں اور خود سر پر رکھ لیئے میں نے اپنے گھوڑے کو اس طرح بڑھایا جیسے ایک دم بادل چڑھ آتا ہے اور میری تلوار بارش کی طرح برس رہی تھی۔ دوسرے پر حملہ آور ہوئے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہو۔ فوجوں کے تیر اولوں کی طرح برس رہے تھے۔ اور ہر طرف موت کا طوفان تھا جنگ جو شیروں کو پکڑنے کے لیے اژدھوں جیسی کمندیں استعمال کی جا رہی تھیں نیلے رنگ کا غبار آسمان کی طرف سر پر چھا گیا تھا۔ اور اُس میں تلواریں ایسے چمک رہی تھیں جیسے ستارے رات کو آسمان پر چمکتے ہیں۔



دشمن کے سواروں کا مقابلہ ہم نے ڈٹ کر کیا اس طرح کہ پیادہ ہو کر اپنی ڈھالیں اُن کی ڈھالوں سے ٹکڑا دیں۔ اگر توفیق خداوندی شامل حال نہ ہو تو انسانی جدوجہد کامیاب نہیں ہوتی۔ ہمارے بہادروں کی تلواریں کند نہیں تھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ستارے گردش میں آگئے تھے ہم خوب ڈٹ کر لڑے اس طرح کہ جو بھی میدان جنگ سے باہر آتا تھا وہ زخمی اور خون میں لت پت ہوتا تھا۔

وہ بڑے شہ زور جو تیر مار کر ہرن میں سوراخ کر دیا کرتے تھے۔ بد نصیبی کی وجہ سے ان کے تیر ریشم کو بھی نہ چھید کر سکے۔ ہماری صف بندی اتنی شاندار تھی کہ سب ایک تسبیح کے دانوں کی جمع تھے۔ مگر پھر اس طرح منتشر ہوئے کہ کہیں کے نہیں رہے اور ہم پر ایسی بزدلی چھائی کہ ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دیا اور مچھلی کی طرح شکاری کے کانٹے میں پھنس گئے حالانکہ ہمارے پاس ساز و سامان بہت تھا۔ مگر اس افراط کے باوجود ہم موت کا شکار ہو گئے۔ ہماری ڈھالیں قضا کے تیروں کا مقابلہ نہ کر سکیں کیونکہ بد نصیبی آڑے آگئی تھی اور یہ ثابت ہوا کہ قسمت سے لڑائی نہیں ہو سکتی وہ ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔ خواہ وہ انسان کے حق میں بہتر ہو یا کہ خلاف ہو۔ تقدیر کا نوشتہ کسی بھی صورت میں مٹایا نہیں جاسکتا۔ اور اس کے لیے کوشش بھی رائیگاں جاتی ہے۔

۵۔ تقدیر ساتھ چھوڑ گئی

دپیل کے شہر میں ایک ایسا بہادر اور شہ زور شخص رہتا تھا کہ وہ نیچے میں

سے تیر پار کر دیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ جنگ میں اس کا آنا سامنا ایک کمبل پوش سے ہو گیا اور وہ شخص جنگ جوئی میں بہرام گور جیسا شخص تھا اور ہمیشہ اپنے کندھے پر کند ڈالے رکھتا تھا۔ اس بہادر نے کمبل پوش پچاس تیر مارے مگر کوئی تیر اس کے کمبل میں سے نہ گزر سکا۔ مد مقابل شہ زوروں کی طرح آیا اور اسے کند کے حلقے میں پھانس کر لے گیا اور اپنے پڑاؤ میں لے جا کر خیمے کے دروازے پر ڈال دیا۔ اور اس کی مشکلیں باندھ دیں وہ بہادر اور شہ زور شخص اس قدر شرمندہ ہوا کہ ساری رات ایک پل کے لیے بھی نہ سویا۔ صبح اس سے ایک خادم نے دریافت کیا کہ:

”آپ تو لوہے میں سے تیر پار کر دیا کرتے تھے میں حیران

ہوں کہ اس کمبل پوش نے تمہیں کیسے اسیر کر لیا؟“

اس نے خون کے آنسو روتے ہوئے کہا کہ:-

”اگر موت آ جائے تو کوئی بہادر سے بہادر بھی بچ نہیں سکتا۔

میں نیزہ زنی بازی کا استاد ہوں یہاں تک کہ رستم کو بھی سبق

پڑھا سکتا ہوں۔ مگر جب تقدیر ساتھ تھی تو بیچے میرے آگے

کمبل کی مانند تھے یعنی نرم تھے۔ اب جب کہ میری تقدیر

ساتھ چھوڑ گئی تو کمبل بھی میرے لیے بیچہ بن گیا اگر موت

آنے والی ہو تو نیزہ اس کی زرہ میں سے گزر جاتا ہے اور موت

اگر نہ آنی ہو تو کرتے میں سے نہیں گزرتا۔ موت کی تلوار جس

کے اوپر چمکتی ہے اس کی زرہ اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اگر

نصیب یاوری کرے تو اس کے ننگے بدن کو تیز چھری بھی نہیں  
 کاٹ سکتی۔ کوئی عقل مند بھی موت کو ٹال نہیں سکتا نہ ہی احمق  
 بد پرہیزی سے مر سکتا ہے بلکہ موت و حیات مقدر پر مبنی ہے  
 حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی موت کو محض دواؤں سے نہیں روک  
 سکتا۔ اور اگر موت کا وقت نہ آیا ہو تو قریب المرگ مایوس اور  
 لاعلاج مریض بھی چھلانگ لگا کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔“

### ۶۔ قسمت کا لکھا پورا ہوتا ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیہاتی کا گدھا مر گیا تو اُس نے اپنے باغ  
 کو نظر بد سے بچانے کے لیے گدھے کا سر ایک بیل کی شاخ پر لٹکا دیا۔ کوئی بوڑھا  
 تجربہ کار شخص وہاں سے گزرا تو گدھے کا سر دیکھ کر حیرانگی سے بولا:-  
 ”کیا خیال ہے کہ یہ گدھا نظر بد کو روک سکتا ہے۔ جب کہ یہ  
 اپنی پشت پر برسنے والے ڈندوں کو نہ روک سکا حتیٰ کہ وہ مار  
 کھا کھا کر بے چارہ مر گیا۔ وہ طبیب کسی کو تکلیف سے کیا  
 بچائے گا جو خود تکلیف اور مرض سے مرے گا؟“  
 ”حقیقت یہ ہے کہ ٹونکے یا ٹونے نظر بد نہیں روک سکتے جو قسمت میں  
 لکھا ہو وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔“

### ۷۔ قسمت کے بغیر رزق نہیں ملتا

ایک کمزور ماہی گیر کے جال میں ایک طاقت ور مچھلی پھنس گئی۔ ماہی گیر

میں اتنی طاقت نہ تھی کہ جال پانی سے کھینچ سکے۔ مچھلی نے زور مارا تو جال اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

دام ہر بار ماہی آوردے

ماہی اس بار رفت و دام ببرد

ترجمہ:- ”جال ہر بار مچھلی لاتا تھا اس بار مچھلی گئی تو جال ہی کو لے گئی۔“

اس معاملے پر دوسرے ماہی گیروں کو اتنا افسوس ہوا وہ اس ماہی گیر کو ملامت کرنے لگے کہ ایسا شکار تیرے جال میں پھنسا اور تو اس کو تمام نہ سکا اس نے کہا کہ:-

”اے بھائیو! میں کیا کر سکتا تھا کہ یہ مچھلی میرا رزق نہ بھی اور

مچھلی کا رزق ابھی باقی تھا“

داناؤں نے کہا ہے کہ:-

”شکاری قسمت کے بغیر دریا سے مچھلی نہیں پکڑ سکتا اور مچھلی

بے موت خشکی پر نہیں مرتی“

۸۔ تقدیر کے سامنے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی

ایک مریض پہلو کے درد کی وجہ سے تڑپ رہا تھا۔ طبیب نے اسے دیکھ

کر کہا کہ:-

”مجھے تعجب ہوگا کہ اگر اس نے آج کی رات پوری کر لی اس

نادان نے ایک زہریلی گھاس کھالی ہے اب اس کا زندہ رہنا  
بہت مشکل ہے“

صبح ہوئی تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مریض شفا یاب ہو چکا تھا اور  
طیب اسی رات سوئے عدم روانہ ہو گیا تھا۔ ظاہر ہوا کہ تقدیر کے سامنے کسی کا کوئی  
بس نہیں چلتا۔ تقدیر ہو کر رہتی ہے۔

۹۔ موت سے بھاگنا ناممکن ہے

ایک ایسے آدمی نے جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے ایک ہزار  
پائے (کنکھجورے) کو مار ڈالا۔ ایک صاحب باطن کا وہاں سے گزر رہا تو وہ کہنے  
لگے کہ:-

”سبحان اللہ! یہ کیڑا ہزار پاؤں رکھتا تھا لیکن جب اُس کی  
موت کا وقت آ پہنچا تو ایک بے دست و پا کے ہاتھ سے نہ  
بھاگ سکا“

”کیونکہ موت سے بھاگنا ناممکن بات ہے۔“

۱۰۔ رزق کا انحصار عقل پر نہیں

ہارون الرشید نے مصر فتح کیا تو اس نے اپنے حبشی غلام خضیب کو اس کا  
گورنر مقرر کیا کہتے ہیں کہ:-

”اس کی عقل اور سمجھ اس درجہ کی تھی کہ جب ایک سال بے  
موسم بارشوں کی وجہ سے مصر میں کپاس کی فصل تباہ ہو گئی اور

کاشتکاروں نے اس کے پاس فریاد کی تو کہنے لگا کہ:  
”تمہیں اُون بونی چاہیے تھی تاکہ تباہ نہ ہوتی“

ایک صاحب دل نے یہ بات سنی تو کہا کہ:-

”اگر روزی میں عقل کی وجہ سے اضافہ ہوتا تو بے وقوف سے  
بڑھ کر کوئی مفلس نہ ہوتا۔ خالق کائنات نادان کو اسی طرح  
روزی پہنچاتا ہے کہ عقلمند اس میں حیران رہ جاتا ہے“

اَلْوُكُھُ سَكُھُ عَزَّتْ اَوْر ذَلَّتْ سَبَّ اللّٰہِ كِی طَرْفِ سَے ہِے

شیخ سعدی کا فرمان ہے کہ ایک دفعہ شام کے ایک شہر میں کہرام برپا ہو  
گیا تو لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ سپاہی ایک پارسا کو پکڑ کر لے  
گئے ہیں۔ اس مرد حق کو قید خانے میں ملنے گیا تو دیکھا کہ وہ نہایت اطمینان سے  
وہاں بیٹھا ہے اور اُس کے چہرے پر ملال یا ترّد کا نام و نشان تک نہیں۔ میں نے  
اس سے پوچھا:-

”کہ آپ اس قدر مطمئن کیوں ہیں؟“

اس نے کہا کہ:-

”خواہ عزت اور مرتبہ ہو یا ذلت اور قید۔ میں اسے اللہ کی  
طرف سے سمجھتا ہوں نہ کہ عمرو زید کی طرف سے۔ محبوب  
کے ہاتھ سے جو ملے کھا لو کیونکہ بیمار طبیب سے زیادہ دانا  
نہیں ہوتا“

۱۲۔ شہ زور زیادہ فاقے کرتے ہیں!

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی غریب آدمی کا ایک دینار کھو گیا اُس نے بہت تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکا آخر تنگ آ کر اُس نے تلاش کرنا ہی چھوڑ دیا۔ مگر اتفاق سے وہ کسی دوسرے شخص کو مل گیا۔ انسان جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اُس کی خوش نصیبی یا بد بختی قدرتی طور پر اسی وقت لکھ دی جاتی ہے۔ کوئی شخص اپنی طاقت کے بل بوتے پر روزی نہیں پاتا۔ کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ شہ زور زیادہ فاقہ کرتے ہیں اگر فطرت کی طرف سے مخالفت کا زور ہو تو کوئی ترکیب کامیاب نہیں ہوتی۔

۱۳۔ خدا نے خوش نصیبی کا اختیار کسی کو نہیں دیا

کریم الدین نام کا ایک بڑا دولت مند اور عزت دار تھا۔ وہ ایک غریب بستی میں رہتا تھا۔ اور اردگرد میں غریبوں کی آبادی تھی تھوڑا بہت سرمایہ اسی کریم الدین کے پاس ہی تھا وہاں ایک عورت اپنے خاوند سے لڑ پڑی اس کا شوہر رات کو خالی ہاتھ گھر لوٹا تھا وہ بولی:-

”تیرے جیسا بد بخت آدمی میں نے نہیں دیکھا تیرے پاس محرومی کے سوا کیا رکھا ہے؟ کچھ نہیں تو ہمسایوں سے سیکھ لے کہ وہ کس طرح مال کماتے ہیں تو بھی اسی طرح کمایا کیا کہ گھر آیا تو بس مباشرت کرنے لگا۔ گویا میں تیرے لیے مفت کی رنڈی ہوں کہ جب دیکھا لگ گئے۔ لوگوں کے پاس

روپیہ پیسہ اور مال ہے تم اُن کی طرح کیوں نہیں بنتے ہو“  
یہ لعن طعن سن کر وہ سادہ دل شوہر صرف آہ بھر کے رہ گیا۔ بھلا خالی پیٹ  
سے دھوئیں کے سوا اور کیا نکلے۔ جیسے ڈھول سے صرف آواز ہی نکلتی ہے۔  
”اگر مقدر اپنے اختیار میں نہیں ہے تو اسے بدلنے کی کوشش  
سے کیا ہوگا؟ زبردستی تو یہ کام نہیں ہوتا۔ قدرت نے خوش  
نصیبی کا اختیار کسی کو نہیں دیا“

۱۴۔ ہر شخص تقدیر کے آگے بے بس اور نصیب کا قیدی ہے

ایک اونٹ کا بچہ جو اونٹنی کے ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا۔ سفر کے دوران  
جب وہ تھک گیا تو اپنی ماں سے کہنے لگا کہ:-  
”امی بہت سفر کر لیا اب تو ذرا سا آرام کر لو“  
اونٹنی نے جواب دیا کہ:-

”بیٹا میری مہار میرے ہاتھ میں نہیں ہے اس لیے میں اپنی  
مرضی سے نہیں ٹھہر سکتی ہوں میں اگر خود مختار ہوتی تو بوجھ کبھی  
نہ کھینچتی“

ہر شخص تقدیر کے آگے بے بس اور اپنے نصیب کا قیدی ہے۔ اپنی مرضی  
سے اور تقدیر کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ کشتی وہیں جا کر رکتی ہے جہاں تقدیر  
چاہتی ہے۔ ناخدا کی برہمی یا ناراضی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

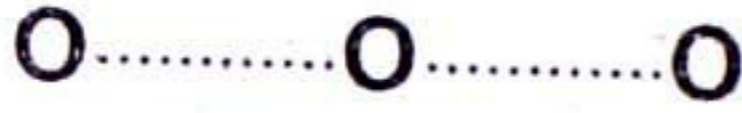
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنا



بے کار سمجھتے تھے۔ ہر چیز کا عطا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حق کے عارفوں کو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کافی ہے کیونکہ اگر وہ کسی کو دھتکار دے تو اس کو کہیں بھی یار نہیں ملتا۔

”اگر اللہ میاں کسی کو خوش بختی عطا کر دیں تو اس کے لیے باعث فخر ہے

ورنہ نامرادی تو مقدر ہے ہی۔“



## ریا کاری

ایک ریاکار دنیا میں بڑا عابد زاہد بنتا تھا جب فرشتوں نے اس کا نام اعمال کھولا تو اس میں نیکی کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ جو بزرگ سلوک کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں۔ ان کی توجہ عموماً باطن پر زیادہ ہوتی ہے۔ جب کہ عام لوگ ظاہر داری کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور بظاہر نیک کام کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سے لوگوں کا باطن سیہ کاری پر مائل رہتا ہے۔ خدا پرستوں کی ظاہری حالت خراب خستہ رہتی ہے۔ اگر صرف مخلوق سے ہی عزت کرائی ہے تو ظاہر داری کا زہد کافی ہے خواہ باطن کتنا پراگندہ کیوں نہ ہو؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بڑا قیمتی ہے کہ ”میں منکر کے

مقابلے میں مرید سے زیادہ ڈرتا ہوں“

منکر تو چونکہ میرے عیب ہی بیان کرے گا جس سے میری ریا کاری میں مبتلا ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔ اس کی بجائے مرید میری خوبیاں اور حسنات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرے گا جس سے میرے ریا اور فخر و غرور میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہوگا۔ اس لیے مرید کی طرف سے مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی، قطب، غوث و ابدال ہیں وہ بارگاہ خداوندی کے ادنیٰ غلام اور بندہ بے دام

ہوتے ہیں۔ اس لیے شہنشاہ کی موجودگی میں بھکاریوں سے مانگنا سراسر حماقت ہے یعنی ہر قسم کی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہی رجوع کرنا چاہیے۔ سیپ میں جو موتی ہوتا ہے۔ اس کا سراپنے دامن میں چھپا ہوتا ہے۔ اس طرح جس شخص کے پاس کوئی کمال ہوتا ہے اسے جھک کر اور چھپ کر رہنا ضروری ہے۔

### ۱۵۔ رات کے چوروں کی ضرورت نہیں

ایک چور کسی ضرورت کے لیے سیتان کے شہر گیا اس نے ایک کنجڑے سے اپنے کھانے پینے والی چیزیں خریدیں۔ کنجڑے نے اس کا ایک دھیلا دبا لیا۔ تو چور واویلا کرنے لگا:-

”کہ خدایا اب رات کے چوروں کی ضرورت نہیں ہے“

کیونکہ سیتان والوں نے دن میں ڈاکے ڈالنا شروع کر دیئے ہیں اے

اللہ انہیں جہنم رسید کر۔ (آمین)

### ۱۶۔ چغل خوری سے بچو

ایک شخص نے دوسرے آدمی کی غیبت کی تو ایک عالم نے اسے ٹوک دیا

اور کہا کہ:-

”میرے سامنے لوگوں کی برائی مت کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے

سے مجھے تمہارے حق میں بدگمانی ہو جائے کہ چغل خوری تو

اس کا پیشہ ہے۔ چغل خوری سے ممکن ہے کہ اس کا مرتبہ

گھٹ جائے لیکن چغلی کرنے والے کا مرتبہ کسی صورت میں

بڑھ نہیں سکتا اس لیے چغل خوری سے اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا  
دراصل کسی کی بدگمانی کرنے سے انسان خود ناقابل اعتبار ہو  
جاتا ہے۔“

۷۔ چغل خور مفت میں بدکاری کرتا ہے

ایک آدمی باتوں کے دوران کہنے لگا کہ:

”چغل خوری کی نسبت چوری بڑی مفید چیز ہے“ میں نے سمجھا  
کہ یہ مذاق کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ بالکل سنجیدہ تھا میں نے  
استفسار کیا تو وہ کہنے لگا کہ:-

”چور تو بہادری سے کام کرتا ہے اور اس سے اس کا پیٹ بھرتا  
ہے لیکن چغل خور مفت میں بدکاری کرتا ہے جب کہ پیٹ تو  
اس سے بھرتا نہیں ہے البتہ نامہ اعمال ضرور سیاہ ہو جاتا  
ہے۔“

۱۸۔ اگر وہ حسد کی وجہ سے دوزخ جائے گا تو تو چغلی کی وجہ سے

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں زیر تعلیم تھے۔  
وہاں انہیں پڑھنے پڑھانے کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ تھا تو حضرت شیخ سعدی  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

”ایک دن میں نے اپنے استاد سے یہ شکایت کی کہ ”فلاں طالب علم  
مجھ سے حسد رکھتا ہے کیونکہ جب میں تکرار و حدیث میں اس کے معنی و مطالب

بیان کرتا ہوں تو اس کے پیٹ میں بل پڑ جاتا ہے۔“

استاد محترم نے یہ بات سن کر ناگواری کا اظہار فرمایا اور تعجب کے ساتھ

کہا کہ:-

”تجھے دوست کا حسد پسند نہیں آتا تجھے کس نے کہا ہے کہ غیبت کرنا

بڑی نیکی ہے وہ اگر حسد کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا تو تو چغلی کی وجہ سے

وہیں پہنچے گا۔“

کسی نے خدا کے سامنے حجاج بن یوسف کے بارے میں شکایت

کی کہ:-

”وہ بڑا سنگ دل اور ظالم حکمران ہے مخلوق خدا کی گریہ زاری کا اس پر

کوئی اثر نہیں ہوتا۔ خداوند تعالیٰ اپنی مخلوق پر ظلم کا بدلہ تو اس سے لے لے۔“ اس

وقت ایک سن رسیدہ شخص یہ بات سن رہا تھا وہ مر بیاناہ انداز میں کہنے لگا کہ:-

”اس کے مظالم کا ضرور اس سے بدلہ لیا جائے گا مگر تم جیسے لوگوں سے

بھی انتقام لیا جائے گا جو اُس سے کینہ رکھتے ہو۔ تمہیں چاہیے کہ اس کو اس کے

حال پر چھوڑ دو۔ اور اس کا معاملہ خدا کے سپرد کر دو۔ وہ تو خود اُس کی بدکاریوں کا

دیکھنے والا ہے وہ مناسب وقت پر ضرور اس کی گرفت کرے گا اور اس کو ذلیل و

رسوا کرے گا۔ اس کا غرور بھی قابل نفرت ہے لیکن تمہاری بدگوئی کو بھی کسی طرح

بھی پسند نہیں کیا جاسکتا۔ اُس بد بخت کو اس کے مظالم جہنم میں لے جائیں گے۔

کیونکہ اس کی عیاشیوں نے اس کا نامہ اعمال سیاہ کر رکھا ہے مگر تم لوگ غیبت کر

کے اس کے تعاقب میں ہو کہ کہیں وہ اکیلا دوزخ میں نہ چلا جائے اور ہم اس میں

داخلے سے محروم ہو جائیں اس طرح وہ تو ظلم کی وجہ سے دوزخی ہے مگر تم غیبت کی وجہ سے دوزخ کے حق دار ہو۔

اس حکایت میں حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ اپنے ہم جماعت لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے کیونکہ ان کی تشہیر کرنے کا مطلب ہے اپنے گروہ کو ننگا کرنا۔

۱۹۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنو

چوکیدار نے ایک چور کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے قید خانے میں ڈال دیا۔ وہ ساری رات بڑی تکلیف و مصیبت میں رہا۔ اسی حالت میں اس کے کان میں کسی شخص کے رونے کی آواز آئی جو اپنی تنگ دستی کا اپنے مولا سے شکوہ کر رہا تھا۔ تو چور نے پکار کر کہا کہ:-

”اے بھائی! جا خدا کا شکر کر ہاتھ تنگ ہیں تو کیا ہوا میری طرح بندھے ہوئے تو نہیں۔“

ترجمہ: بے سامانی کی وجہ سے زیادہ نہ روجب کہ:-

”اپنے سے زیادہ کسی کو بے سرو سامان دیکھ لے۔“

۲۰۔ بزرگوں کا دامن مت چھوڑو

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ:-

ایک دفعہ بچپن میں عید کے دن میں اپنے والد کے ساتھ باہر گیا۔ راستے

میں ایک جگہ کھیل کود میں مشغول ہو گیا اور والد کا ساتھ چھوٹ گیا جب کھیل کود

سے فارغ ہوا اور والد کو نہ دیکھا تو خوف و دہشت سے بے اختیار رونے لگا اتنے میں میرے والد بھی ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں آ پہنچے۔ انہوں نے میرے کان کھینچے اور چھڑک کر کہا کہ:-

”بیوقوف بچے! میں نے تجھے کئی بار سمجھایا کہ میرا دامن کبھی نہ

چھوڑنا“ جو بزرگوں کا دامن چھوڑ دیتے ہیں وہ اسی طرح

روتے ہیں۔“

### ۲۱۔ دشمن کی موت پر خوش مت ہو جاؤ

کوئی شخص نوشیرواں عادل کے پاس خوشخبری لے کر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے فلاں دشمن کو دنیا سے اٹھالیا ہے نوشیرواں نے کہا کہ:-

”کیا تو نے یہ بھی سنا ہے کہ موت نے مجھے چھوڑ دیا ہے“

”ہمارے لیے دشمن کی موت خوشی کا موقع نہیں ہے کہ ہماری زندگی بھی

ہمیشہ کی نہیں ہے۔ ہر ایک کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ لہذا کسی کی موت پر خوش ہونا

حماقت سے خالی نہیں ہے۔ ہر ایک کو موت کو یاد رکھنا چاہیے دوسرے کی موت سے

عبرت اور سبق حاصل کرنا چاہیے۔“

### ۲۲۔ چغل خور کو خیر خواہ مت جانو

ایک پاک باطن شخص سے کسی نے آ کر پوچھا کیا تجھے معلوم نہیں کہ فلاں

آدی نے پیٹھ پیچھے تجھے کیا کہا ہے؟

نیک آدی نے کہا کہ:-

”اے بھائی غاموش رہ دشمن نے جو کچھ کہا ہے اس کا نہ جاننا بہتر ہے“  
داناؤں نے کہا ہے کہ:-

”وہ لوگ جو دشمن کو پیغام پہنچاتے ہیں دشمن سے بھی زیادہ  
دشمن ہیں۔ کوئی شخص دشمن کی بات دوست کے پاس نہیں لے  
جاتا سوائے اس کے جو دشمن کا دوست ہو۔“

چغل خور پرانی لڑائی تو تازہ کرتا ہے اور ایک سادہ دل نیک طبع آدمی  
کو غصہ دلاتا ہے جو شخص فتنہ انگیزی کرے اس سے دور بھاگو چغل خوری کرنے سے  
یہ بہتر ہے کہ انسان کے پاؤں میں زنجیر پڑی ہو اور وہ اندھے کنوئیں میں قید ہو۔ دو  
آدمیوں کے درمیان لڑائی آگ کی مانند ہے اور بد بخت چغل خور وہ لکڑہارا ہے جو  
اس آگ میں ایندھن لا کر ڈالتا ہے تاکہ آگ اور بھڑکے۔ اور وہ تماشہ دیکھے۔

۲۳۔ اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرو

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ سلامت نے اپنے  
غلاموں سے ایک راز کی بات کہی اور انہیں منع کر دیا کہ اس بات کو کسی دوسرے  
پر ظاہر نہ کرنا۔

ایک سال تک تو کسی نے بات نہ کی مگر ایک سال کے بعد ان غلاموں  
میں سے کسی نے اپنے دوست سے بادشاہ کا بھید ظاہر کر دیا اور اسے تاکید بھی کر  
دی کہ ”یہ کسی دوسرے کو نہ بتانا“ اس کے دوست نے اسی طرح کسی دوسرے کو یہ  
بات بتادی۔ ہوتے ہوتے یہ بات ساری طرف پھیل گئی تو بادشاہ کو علم ہوا تو اس  
نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ:-



”ان غلاموں کے سر قلم کر دو۔“

ان غلاموں میں سے کسی ایک نے امان چاہی۔ اور عرض کہ:-

”اے بادشاہ! اپنے غلاموں کو قتل نہ کر۔ کہ اس خطا کی ابتدا آپ نے

خود کی ہے تو نے شروع ہی میں چشمے کا منہ کیوں بند نہ کیا۔ جب وہ سیلاب بن گیا

تو اس کے آگے بند باندھنے سے کیا فائدہ؟ تو نے جب تک بات منہ سے نہیں

نکالی تیرا اس پر قابو ہے جب تو نے منہ سے نکال دی تو وہ تیرے اوپر قابو پالے

گی۔ اس لیے سب سے بہتر اور عمدہ طریقہ یہی ہے کہ کسی سے بھی اپنے راز کی

بات نہ کرو۔ خواہ کوئی کتنا ہی دوست اور مخلص ہو کبھی بھی راز کی بات نہ کرو۔

۲۴۔ غیبت کرنے سے عزت کم ہوتی ہے

ایک شخص نے ایک دانا کے سامنے کسی دوسرے آدمی کی بدگوئی کی تو دانا

نے کہا کہ:-

”بھائی! میرے سامنے کسی کی بدگوئی نہ کر ایسا نہ ہو کہ میں تیرے بارے

میں بھی بدگمان ہو جاؤں۔ میں مانتا ہوں کہ تو جس کی غیبت کر رہا ہے اس کی

عزت گھٹ جائے گی لیکن اُس سے تیری عزت میں بھی تو اضافہ نہیں ہوگا بلکہ تیری

عزت بھی کم ہو جائے گی۔“ اس لیے بہتر یہی ہے کہ کسی کی غیبت نہ کریں کیونکہ یہ

ایک بہت بڑا گناہ ہے۔

۲۵۔ غیبت کرنے والا سب سے بڑا بد بخت ہے

چند صوفی ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ تو ان

میں سے کسی ایک نے ایسے آدمی کی بدگوئی کی جو وہاں موجود نہ تھا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک مرد صفا نے اس سے پوچھا کہ:-

”کیوں دوست! تو نے کبھی فرنگیوں سے جہاد کیا ہے؟“

تو اس نے جواب دیا کہ:-

”میں نے تمام عمر اپنی چار دیواری سے باہر قدم نہیں رکھا“

درویش باصفا نے کہا کہ:-

”یارو! میں نے ایسا بد بخت کوئی نہیں دیکھا کہ کافر تو اسی کی

لڑائی اور حملے سے بے فکر ہو کر امن اور چین کی بانسری بجائے

اور مسلمان اس کی زبان کا شکار ہو۔“

۲۶۔ عیب کا پرچار نہ کرو

ایک دفعہ ایک پرہیزگار آدمی نے ایک لڑکے سے مذاق کیا۔ اُس کے دوسرے ساتھیوں کو یہ بات اچھی نہ لگی اور وہ اس کی پیٹھ پیچھے اس کی عیب جوئی کرنے لگے۔ ہوتے ہوتے بات ایک صاحب نظر تک جا پہنچی تو اس نے کہا کہ:-

مَدْرِ پَرْدَہِ بَرِیَارِ شَوْرِیْدَہِ حَالِ

نَہِ طَیْسِتِ حَرَامِ اسْتِ وَغِیْبَتِ حَلَالِ؟

ترجمہ: پریشان حال دوست کا پردہ چاک نہ کر۔ یہ نہیں ہے کہ

مذاق تو حرام ہے اور غیبت حلال؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ مذاق اور غیبت دونوں حرام ہیں دونوں سے

پرہیز کرنا بہتر ہے ورنہ گناہ گار ہوں گے۔

## ۲۷۔ اپنی حیثیت سے نہ بڑھو

ایک پارسا کے لڑکے کو اپنے چچا کے مرنے پر بہت سامال و دولت ترکہ میں ملا۔ مال مفت دل بے رحم

اس پارسا کے لڑکے نے دوٹوں ہاتھوں سے یہ مال و دولت عیاشی و بدکاری میں اڑانا شروع کر دی۔ میں نے ایک بار اسے نصیحت کی کہ:-

”اے بیٹے! آبرنی سے زیادہ خرچ نہیں کرنا۔ چاہیے کہ اس کا نتیجہ ہمیشہ برا ہوتا ہے لہو و لعب کو چھوڑ دے اور پسندیدہ طرز عمل اختیار کر ایسا نہ ہو کہ دولت ختم ہو جائے اور تجھے تکلیف ہو“

اس نوجوان نے میری نصیحت کی کوئی پرواہ نہ کی اور کہا کہ:

”آج کی راحت کو چھوڑ کر کل کے غم میں ڈبلا ہونا محض حماقت ہے“

میں نے سمجھ لیا کہ بے وقوف آدمی پر کلام نرم بے اثر ہے چنانچہ اس سے کنارہ کش ہو گیا اور داناؤں کے اس قول پر عمل کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

ترجمہ: ”جو چیز تجھ پر واجب ہے تو لوگوں تک پہنچا دے اگر کوئی قبول نہ

کرے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔“ کچھ عرصہ کے نتیجہ ویسے ہی ہوا جس کی مجھے ندا تھی

نوجوان نے تمام جائیداد عیاشی اور فضول خرچی میں برباد کر ڈالی اور ٹکڑے ٹکڑے کا

محتاج ہو گیا اور میں نے اسے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے بھیک مانگتے ہوئے

دیکھا۔ تو مجھے سخت غصہ آیا اور جی میں آیا کہ اس سے کہوں کہ ”کیوں میں تجھے اس

دن سے ڈراتا نہ تھا؟ پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ اس حالت میں میری بات

اس کے زخموں پر نمک چھڑکے گی اور اس کے دکھ میں اضافہ ہوگا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس نصیحت میں واضح کیا ہے کہ ہر انسان کو اسراف سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ شیطان کا کام ہے اور شیطان انسان کو برے کام کروا کر پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے کیونکہ وہ انسان کا ازلی دشمن ہے جس کی قرآن پاک میں بار بار وضاحت کی گئی ہے۔

### ۲۸۔ جس کا کام اُسے ہی ساجھے

ایک دفعہ ایک آدمی آشوب چشم میں مبتلا ہو گیا۔ اور علاج کے لیے ڈاکٹر یعنی جانوروں کے ڈاکٹر کے پاس گیا اور آنکھوں کی دوائی مانگی تو جانوروں کے ڈاکٹر نے وہی دوا جو جانوروں کی آنکھوں میں لگاتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں لگا دی اس دوا سے اس کی آنکھ ٹھیک ہونے کی بجائے وہ اندھا ہو گیا اور وہ ڈاکٹر سے جھگڑنے لگا۔ معاملہ عدالت تک پہنچ گیا تو قاضی نے فیصلہ دیا کہ:-

”ڈاکٹر پر کوئی تاوان نہیں اگر یہ شخص گدھانہ ہوتا تو جانوروں

کے ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتا؟“

داناؤں کے نزدیک یہ کم عقلی کی بات ہے کہ ”ایسے کام کو کسی نا تجربہ کار

آدمی کے سپرد کیا جائے جس کے لیے تجربہ اور مہارت فن لازم ہو“

### ۲۹۔ مقام فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے

ایک دفعہ ایک مرشد کامل اپنے مرید سے فرما رہے تھے کہ:-

”اے بیٹے! انسان کو جتنا لگاؤ رزق سے ہے اگر اتنا رزق

دینے والے سے ہوتا تو اس کا مقام فرشتوں سے بڑھ جاتا“

مرشد کی نصیحت پر عمل کرنا بہت ہی فائدہ مند ہے۔

۳۰۔ دکھ پہنچانے والے سے لوگ دور رہتے ہیں

ایک دفعہ بچھو سے لوگوں نے پوچھا کہ:-

”تو سردیوں میں باہر کیوں نہیں نکلتا؟“

اس نے جواب دیا کہ:-

”گرمیوں میں میری کونسی عزت ہوتی ہے کہ سردیوں میں باہر نکلوں“

۳۱۔ غریب بہشت میں پہلے جائیں گے

دو آدمی قبرستان میں بیٹھے تھے ایک اپنے دولت مند باپ کی قبر پر اور

دوسرا اپنے درویش باپ کی قبر پر۔

”امیر زادے نے درویش لڑکے کو طعنہ دیا کہ:-

”میرے باپ کی قبر کا صندوق پتھر کا ہے اس کا کتبہ رنگین اور

فرش سنگ مرمر کا ہے۔ اور فیروزے کی اینٹ اس میں جڑی

ہوئی ہے اس کے مقابلے میں تیرے باپ کی قبر کیسی خستہ

حال ہے؟ کہ دو مٹھی مٹی اس پر پڑی ہے اور دو اینٹیں اس پر

رکھی ہیں۔“

درویش زادے نے جواب دیا کہ:-

”یہ درست ہے لیکن یہ بھی تو سوچو کہ قیامت کے دن جب

مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اس سے پہلے کہ تیرا  
باپ بھاری پتھروں کے نیچے جنبش کرے میرا باپ جنت میں  
پہنچا ہوگا۔“

### ۳۲۔ استاد کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا

ایک مرتبہ ایک عالم و فاضل استاد سے ایک شہزادہ بھی تعلیم پاتا تھا۔ استاد  
دوسرے طلبا کی نسبت شہزادے پر بہت سختی کرتا تھا۔ ایک دن شہزادے نے آ کر  
اپنے باپ سے شکایت کی اور اپنی قمیض اتار کر استاد کی مار کے نشانات بھی باپ کو  
دکھائے۔ بادشاہ کو سخت غصہ آیا اور اس نے استاد کو بلا کر پوچھا کہ:-

”تو دوسرے شاگردوں پر اتنی سختی کیوں نہیں کرتا جتنی میرے

فرزند پر؟“

استاد نے جواب دیا کہ:-

”شہزادے نے بڑے ہو کر بڑی ذمہ داری سنبھالنی ہے اس  
لیے اسے دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ عاقل اور قابل ہونا  
چاہیے بادشاہ کے ہاتھ اور زبان سے جو حرکت ہوتی ہے اس  
پر دنیا کی نظر ہوتی ہے اور عوام میں اس کا چرچا ہوتا ہے۔ اس  
کے برعکس عام لوگوں کے قول و فعل کی چنداں اہمیت نہیں  
ہوتی یہی وجہ ہے کہ میں شہزادے کو تعلیم دینے اور اس کے  
اخلاق سنوارنے میں دوسروں سے امتیازی سلوک کرتا ہوں“

اگر صد عیب دارد مرد درویش  
رفیقانش یکے از صد نداند  
ترجمہ:- ”اگر ایک درویش میں سو عیب ہوں تو اس کے ساتھی  
سو میں سے ایک کو بھی نہیں جانتے“

اگر یک ناپسند آید از سلطان !  
ز اقلیمے با اقلیمے رسانند  
ترجمہ:- ”اگر بادشاہ سے ایک ناپسندیدہ فعل سرزد ہو جائے تو  
اس کا چرچا ایک ملک سے دوسرے ملک تک ہو جاتا ہے۔  
بادشاہ کو استاد کا جواب پسند آیا تو اس نے استاد کو انعام و  
اکرام سے سرفراز کیا اور اس کا عہدہ بڑھا دیا۔“

۳۳۔ عقل مند دعا کو غنیمت جانتے ہیں

ایک بادشاہ کا وزیر بڑا نیک اور وفادار تھا۔ وہ ہر کام میں پہلے اللہ تعالیٰ کی  
رضا کو مد نظر رکھتا تھا اور پھر ہر کام میں بادشاہ کی اطاعت کرتا۔ بادشاہ بھی ان  
حالات سے واقف تھا اور وہ وزیر کی قدر کرتا تھا مگر وزیر کے دشمن حسد میں جلتے  
رہتے تھے اور وہ ہر وقت اس تاڑ میں رہتے تھے کہ نیک سزشت وزیر کو بادشاہ کی  
نظروں میں کس طرح گرا سکیں؟

ایک دفعہ ان حاسدوں کو معلوم ہوا کہ وزیر نے کئی لوگوں کو اس شرط پر  
روپے قرض دے رکھے ہیں کہ جب بادشاہ مر جائے گا تو یہ قرض وصول کر لیا

جائے گا۔ ایک حاسد بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ:

”جہاں پناہ! یہ وزیر آپ کا خیر خواہ نہیں ہے۔ اس نے لوگوں کو اس شرط پر قرض دے رکھا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد لوگوں سے واپس لیا جائے گا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ آپ کی موت کا خواہاں ہے تاکہ آپ کے بعد لوگوں سے روپیہ واپس لے کر عیاشی کی جائے۔“

بادشاہ نے وزیر کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟  
وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ:-

”عالم پناہ! یہ سچ ہے کہ میں نے اس شرط پر لوگوں کو روپے دیئے ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے یہ بات خیر خواہی سے کی ہے۔ بدخواہی سے نہیں۔ میری غرض تو یہ ہے کہ بے چارے مقروض ہمیشہ آپ کی زندگی کی اور سلامتی کے لیے دعا کرتے رہیں۔ تاکہ انہیں قرض واپس کرنے کی نوبت نہ آئے کیونکہ عقلمند آدمی دعا کو غنیمت جانتے ہیں تاکہ مصیبت کے تیر کے سامنے زرہ کا کام دے۔ بادشاہ کو وزیر کا جواب بہت پسند آیا تو اس نے حاسدوں کو سزا دی اور وزیر کا رتبہ بڑھا دیا۔ حاسد ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے اور اپنے حسد میں ہی جلتا کرٹتا رہتا ہے لہذا حسد سے بچنا چاہیے۔ یہ گناہ کا کام ہے اس کے مقابلے میں رشک کرنا چاہیے اور محنت اور لگن سے کام کرنا چاہیے حسد سے ہر وقت پناہ مانگی جائے۔“

۳۴۔ غیبت جائز ہے؟

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:-

میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ:-



دوسروں کے عیب گننا اور پیٹھ پیچھے برا کہنا بہت بڑا گناہ ہے۔  
لیکن تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی غیبت کرنا اور ان کے عیب  
ظاہر کرنا جائز ہے“

i- اول بے انصاف بادشاہ (حاکم)

اس کی بے انصافی کا ذکر کرنا۔ خلق خدا کو اس کے شر اور  
دھاندلی سے محفوظ رکھے گا۔

ii- دوسرا بے حیا آدمی:

چونکہ وہ شرم و حیا کا پردہ خود پھاڑ دیتا ہے اس لیے اس کی بے  
حیائی پر پردہ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ (واللہ اعلم)

iii- کم تولنے والا دکاندار:

اس کی بے ایمانی لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا چاہیے تاکہ وہ  
اس سے بچ کر رہیں اور ان کو نقصان نہ ہو۔

ان تین اشخاص کے علاوہ کسی اور آدمی کی غیبت کرنا بہر صورت گناہ  
ہے۔ اور اس امر سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ جہنم رسید ہو کر سزا بھگتتا  
پڑے گی۔

۳۵۔ دو چیزیں حرام

اگر کوئی دوست باہر سفر پر چلا جائے تو پس ماندہ دوستوں پر دو چیزیں  
حرام ہوتی ہیں۔

i- ایک تو ناحق اس کا مال نہ کھائیں۔

ii- دوسرے اس کی بدنامی نہ کریں۔

جو شخص تمہارے سامنے دوسروں کی برائی کرتا ہے وہ اسی طرح دوسروں کے سامنے تمہاری برائی بھی کر سکتا ہے۔ اس لیے تمہیں دوسروں کی غیبت پر خوش نہیں ہونا چاہیے اور اُس سے اپنی نیک نامی کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔

۳۶۔ ظالم بیوی کا بوجھ

ایک نوجوان کی اپنی بیوی سے نہیں بنتی تھی اس نے کسی بزرگ سے اپنا دکھڑا سنایا اور کہنے لگا کہ:-

”میں اپنی ظالم بیوی کا بوجھ اسی طرح برداشت کرتا ہوں جس

طرح چکی کا نچلا پاٹ اوپر والے پاٹ کا وزن اٹھاتا ہے“

بزرگ نے جواب دیا کہ:-

”اگر بیوی کی طرف سے سختی بھی برداشت کرنی پڑے تو صبر کر

یہ شرم کی بات نہیں۔ اگر دن کو تو نچلا پاٹ بنتا ہے تو کیا ہوا؟

رات کو اوپر کا پاٹ بن جاتا ہے۔“

گلاب کی جس شاخ سے آدمی نے پھول سونگھا ہو تو اُس شاخ کے

کانٹوں کو بھی ہنس کر برداشت کرنا چاہیے۔ جس درخت کا پھل ہمیشہ کھاتے ہیں

اگر اس کے کانٹے چبھ جائیں تو صبر سے برداشت کریں۔

### ۳۷۔ اچھائی کو لے لو اور برائی کو چھوڑ دو

ہر انسان میں فطری کمی و بیشی ضرور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں میں نمایاں فرق نظر آتا ہے مثال کے طور پر اگر کوئی کالا ہے تو دوسرا گورا بھی ہے۔ کوئی نیک ہے تو بد بھی دوسرا ہے۔ ہر جنس میں اچھے اور برے دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور ہر چیز میں اچھائی یا برائی کے دونوں پہلو نظر آتے ہیں۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ اچھائی کو لے لو اور برائی کو چھوڑ دو۔ جس طرح پستے کا مغز تو کھا لیا جاتا ہے اور چھلکے پھینک دیتے ہیں۔

### ۳۸۔ حکم خداوندی کے بغیر پتا بھی حرکت نہیں کرتا

ایک فقیر نے کسی درویش کو دیکھا۔ جو نشے کی حالت میں بدمست ہو رہا تھا۔ اسے دیکھ کر فقیر اپنے زہد پر فخر و غرور کرنے لگا۔ پھر اس نے تکبر کی وجہ سے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔

وہ بدمست فقیر سر اٹھا کر کہنے لگا:-

”اگر خدا نے تجھ پر انعام کیا ہے تو اس کا شکر ادا کر۔ تکبر نہ کر کیونکہ غرور کرنے والوں کو محرومی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ جس طرح شیطان تکبر کی وجہ سے ذلیل اور مردود ہو گیا اور کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر ہنسنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ خدا نخواستہ کل تم بھی کسی مصیبت میں پھنس گئے تو پریشان ہو جاؤ گے۔ کیا خبر کہ قسمت کے پھیر سے کل تو بھی میری طرح نشے سے بدمست ہو کر گر پڑے۔ اور

لوگ تجھ پر ہنسیں۔ اگر خدا نے تجھے مسجد میں بیٹھنے کی توفیق دی ہے تو آتش کدوں میں بیٹھنے والوں کی ہنسی تو نہ اڑا۔ ایسا نہ ہو کہ خدا انہیں مسجد میں اور تجھے آتش کدے میں پہنچا دے۔“

مسلمان کو ہر حال میں خدا سے ڈرنا اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے آتش پرستوں جیسا زنا ر تیرے نہیں بندھوایا۔ حکم خداوندی کے بغیر پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ زمین و آسمان تقدیر الہی کے پابند ہیں اور قیدی کی طرح بے بس ہیں۔ کائنات کی کوئی شے دائرہ تقدیر سے باہر نہیں ہے۔ اس لیے اپنے عمل پر غرور کرنے کی بجائے تقدیر الہی سے خوفزدہ اور ذات باری پر متوکل ہونا چاہیے۔ اگر انسان کو توکل نصیب ہو جائے تو یہ بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

۳۹۔ گداگر کو تکبر زیب نہیں دیتا

انسان کی پرورش خوراک سے نہیں ہوتی بلکہ پرورش کرنے والا تو لطف خداوندی ہے۔ خوراک تو اس کی صرف ظاہری صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو بے شمار اور بے بہا انعامات ہر وقت انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ اگر ان کے شکرے میں چھری اور تلوار سے اپنی گردن بھی کٹوالے تو بھی شکر کا حق ادا نہیں ہوتا۔ انسان اگر عبادت کرے تو یہ نہ سمجھے کہ وہ ریاضت کر رہا ہے بلکہ یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کر رہا ہے اور اسی کی توفیق سے عبادت کے لیے کھڑا ہے۔ ذکر الہی و تسبیح ایک قسم کی خدا کے دربار کی گدائی ہے اور گداگر کو تکبر

زیب نہیں دیتا۔

اس لیے اپنی ذات کو درمیان سے ہٹا دے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ تو نے بہت بڑی عبادت کی ہے تو کیا تیری یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بدل ہو سکتی ہے قطعاً نہیں قطعاً نہیں۔

### ۴۵۔ تقدیر کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں

ابوبکر سعد ایک نیک اور سعادت مند فرزند تھے وہ زمانے کے لوگوں کی فریادیں سنتا تھا اور بے سہاروں کو سہارا دیتا تھا۔ اور مظلوموں پر شاہانہ انعام و اکرام کرتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی مہربانیوں کا شکر ادا کرنا بھی ناممکن ہے سفر سومنات سے مجھے جو نصیحت ملی ہے۔ وہ آج تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں جب بھی علیم و خبیر اللہ تعالیٰ کے آگے دعا کے ہاتھ بلند کرتا ہوں تو مجھے وہ چینی جیسا بُت یاد آ جاتا ہے وہ میری خود بینی کو شکست دے دیتا ہے مجھے احساس ہوتا ہے کہ اگر خدا مجھے ہاتھ اٹھانے کی توفیق نہ دیتا تو یہ ہاتھ کبھی نہ اٹھ پاتے۔ نیکی اور عبادت کا دروازہ یوں تو ہر ایک کے لیے کھلا ہے مگر عبادت وہی کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ دربار شاہی میں حاضری اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کے طلبی کا فرمان جاری ہوتا ہے ورنہ کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ قادر مطلق خدا کی ذات ہے اور تقدیر کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی لیے کسی راہ راست کو بھی نہ گھمنڈ اور تکبر نہیں کرنا چاہیے کہ میں راستی پر ہوں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ تو راہ راست پر چل رہا ہے۔ ورنہ دیکھ تمہارے جیسے کتنے

گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کو ہوش بھی نہیں ہے۔ اللہ کا شکر بار بار کر۔

۴۱۔ تقدیر کا توشتہ نہیں ملتا

جب تقدیر کا قلم کسی کو نیک طبع لکھ دیتا ہے تو پھر وہ شخص بدکاری کرنا بھی چاہے تو تب بھی نہیں کر سکتا۔ جس ذات باری تعالیٰ نے سانپ میں زہر پیدا کیا ہے اسی نے مکھی میں شہد بھر دیا ہے اگر اللہ پاک کسی ملک کو برباد کرنا چاہے تو اس کے باشندوں کو بادشاہ کی طرف سے بدظن اور بیزار کر دیتا ہے جس بادشاہ پر خدا کی رحمت ہو اسے مخلوق کی خدمت پر مامور کر دیتا ہے۔ مگر جو شخص راہ راست پر ہو اسے مغرور نہیں ہونا چاہیے کیونکہ خدا کی راہنمائی سے اسے راہ راست نصیب ہوئی ہے اگر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر صراط مستقیم پر کھڑا نہ کر دیتا تو یہ اپنے آپ اٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نہایت موثر انداز میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر تو راہ طریقت پر چل پڑا ہے تو سلوک کے اس راستے میں تجھے مردان خدا اور صوفیائے باصفا سے ملاقات کا موقع ملے گا۔ اللہ پاک جس کی راہنمائی فرماتے ہیں اور اسے اپنے پاس بلا تے ہیں تو اس کی میزبانی بھی عجیب کرتے ہیں اور عزت و حرمت کے دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے ہیں جس شخص کو اس مقام تک رسائی حاصل ہو جائے اسے کھانے پر تنہا نہیں ٹوٹ پڑنا چاہیے بلکہ اپنے پسماندہ ساتھیوں کو بھی یاد کر کے انہیں بھی وہاں تک لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۴۲۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت

جس شخص کو دل کی فراغت اور بدن کی طاقت حاصل ہو اسے عبادت

میں کاہلی سے بچنا چاہیے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ:

جیسے ایک کھلاڑی کے سامنے پورا میدان کھلا ہوا ہو اور گیند بھی ہاتھ میں

ہو پھر بھلا وہ گیند پھینکنے میں دیر کیوں کرے؟ جوانی میں مجھے ان دنوں کی قدر نہ

ہوئی مگر اب قدر معلوم ہوئی مگر جوانی کے دن نہ رہے اب پچھتائے کیا ہوت جب

چڑیاں چک گئیں کھیت۔

قضا و قدر نے مجھ سے زندگی کا ایسا دور چھین لیا ہے جس کے دن شب

قدر جیسی فضیلت رکھتے تھے۔

یہی حال اس بوڑھے آدمی کا ہے جو جوانی میں غفلت کا شکار رہا ہو اور

بڑھاپے میں عبادت کرنے لگے۔ حالانکہ وہ اس عمر میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

در جوانی تو بہ کردن شیوہ پیغمبری

در پیری گرگ می شود پرہیزگار

ترجمہ:- جوانی کے عالم میں تو بہ کرنا پیغمبروں کا طریقہ ہے اور

بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔ (کیونکہ وہ

کچھ کر ہی نہیں سکتا ہے)

۴۳۔ ہمت نہیں ہارنی چاہیے

جب کوئی برتن ایک بار ٹوٹ جاتا ہے تو اسے کوئی کاریگر کتنی بھی خوبصورتی

سے بھی اُس کی مرمت کرے وہ اصل حالت میں نہیں آ سکتا۔ اور نہ وہ اپنی پہلی قیمت ہی دے سکتا ہے۔ اسی طرح بوڑھا آدمی جوانوں جیسا کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی عمر کا پیالہ بڑھاپے کے سبب ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔ اس کی مرمت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس کے باوجود جوانی جیسا لطف کہاں۔ اپنے آپ کو دریا میں نہیں گرانا چاہیے لیکن اگر گر جائے تو پھر ہاتھ پاؤں مارنا ضروری ہیں۔ اسی طرح تجھے اپنے عمل کو بڑھاپے پر موقوف نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کر ہی چکے ہو تو اب جو کچھ بھی ہو سکتا ہے اس سے دریغ مت کر کوئی شخص اگر لا پرواہی کے سبب صاف پانی ضائع کر چکا ہے تو پھر اسے ترمیم کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص تیز رفتاری کا ساتھ نہ دے سکے تو اسے پھر بھی سفر کو گرتے پڑتے جاری رکھنا چاہیے اور جس طرح بھی ہو سکے سفر طے کرنا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ تیز رفتار لوگ تجھ سے پہلے منزل پر پہنچ جائیں گے لیکن اگر کوئی سست رفتار ہمت نہ ہارے تو اسے منزل بھی مل جاتی ہے۔ بے شک دیر سے ہی سہی۔ اس لیے آہستہ ہی سہی مگر اسے چلتے رہنا چاہیے۔



۲۴۔ یہ ریشم تو میں نے کیڑوں سے چھینا تھا

یہ سب کو معلوم ہے کہ مردے کا کفن خواہ ریشم کا ہو یا کھدر کے کپڑے کا۔  
قبر دونوں کو تارتار کر دیتی ہے اور مردے کی لاش کو کیڑے کھا جاتے ہیں۔ اس لیے  
نیک عمل سے اس کا نعم البدل کرنا چاہیے۔

جمشید بادشاہ کی ایک محبوبہ تھی جو بڑی ناز و نخرے والی اور دلکش تھی۔ کچھ  
عرصے کے بعد وہ مر گئی تو بادشاہ نے اپنی محبوبہ کو ریشم کے کپڑوں کا کفن دے کر  
دفن کیا۔ کچھ عرصے کے بعد جب قبر شکستہ ہو گئی تو بادشاہ وہاں گیا تو اس نے دیکھا  
کہ کیڑے اس کی محبوبہ کا کفن کھا چکے ہیں۔

بادشاہ مغموم و پریشان ہو کر بولا۔ یہ ریشم تو میں نے کیڑوں سے چھینا  
تھا۔ اور اب کیڑوں نے اس سے چھین لیا ہے۔ اسی دوران وہاں ایک گویا گا رہا  
تھا کہ:-

”ہم مرجائیں گے اور ہمارے بعد بہتیرے پھول کھلتے اور  
لالہ زار مہکتے رہیں گے۔ ساون بھادوں بھی آتے جاتے  
رہیں گے۔ مگر ہم مٹی بن چکے ہوں گے اور ہماری مٹی سے  
لوگ اینٹیں پاتھ لیں گے“

انسان کو اس موقع کو یاد رکھنا چاہیے اور زندگی گزارنے کے لیے اس موقع  
کو راہ عمل بنانا چاہیے تاکہ قبر کے اندر تکلیف اور پریشانی کا سامنا نہ ہو جب کہ  
وہاں کوئی معاون و مددگار نہ ہوگا۔ صرف اور صرف اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے۔

## ۴۵۔ اوتیشہ والے! ذرا دھیرے سے تیشہ چلا

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن مٹی کے ڈھیر پر کدال ماری تو اس میں سے یہ دردناک آواز آئی کہ:-

”اوتیشہ والے! ذرا دھیرے سے تیشہ چلا کہ یہاں بھی آنکھ کان چہرہ اور سر ہے“ یعنی یہ مٹی لوگوں کی کھوپڑیوں کی خاک ہے۔ دنیا میں آدمی اپنے جسم کو گرد و غبار سے کتنا ہی بچایا کرے مگر قبر میں جانے کے بعد اس کی کھوپڑی اور آنکھوں میں مٹی ضرور بھر جائے گی۔ ایک رات میں (حضرت شیخ سعدی) سفر کرنے کے ارادے سے سویا ہوا تھا خیال یہ تھا کہ صبح منہ اندھیرے اٹھ کر کسی قافلے کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا مگر اچانک ایک بگولہ آیا۔ جس نے پورے ماحول کو سیاہ کر دیا اور ہر طرف تاریکی چھا گئی۔

## ۴۶۔ ہر شخص کی روح قبر کی طرف بھاگی جا رہی ہے

کسی جگہ پر راستے پر ایک لڑکی اپنی اوڑھنی سے باپ کے جسم پر سے گرد و غبار صاف کر رہی تھی۔ باپ بہت متاثر اور خوش ہو رہا تھا اور بولا کہ:-

پیاری بیٹی! تو میرے لیے کس قدر پریشان ہے تجھے مجھ سے کتنی محبت ہے مگر قبر کے اندر جب آنکھوں میں مٹی بھر جائے گی تو پھر اسے اوڑھنیوں سے صاف نہیں کیا جاسکتا۔ ہر شخص کی روح قبر کی طرف بھاگی چلی جا رہی ہے جس طرح سرکش گھوڑے کو روکنا مشکل ہے اسی طرح رخت عمر کو بھی تھامنا مشکل ہے۔ موت آتے ہی اُس گھوڑے کی رکاب توڑ دے گی۔ روح اور جسم کا تعلق ختم کر

دے گی۔ پھر یہ سوار لازمی طور سے قبر کے گڑھے میں جا گرے گا؟“

۴۷۔ اگر دوست کو ناراض نہ کرتا تو آج دشمن کا ظلم نہ سہتا

ایک نادان شخص بادشاہ سے لڑ پڑا۔ بادشاہ نے اسے گرفتار کرا کے اس کے دشمن کے حوالے کر دیا اور کہا کہ:-

”اس کی گردن اڑا دے“

اس کینہ پروردشمن کے ہاتھ میں قید ہو کر وہ شخص بڑی گریہ زاری کرنے لگا اور خود سے کہنے لگا کہ:-

”اگر میں دوست کو ناراض نہ کرتا تو آج دشمن کا ظلم برداشت نہ کرنا پڑتا“

جو شخص دوست کو ناراض کرے دشمن اس کی کھال ادھیڑ دیتا ہے یعنی تو نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا تو شیطان نے تیری عاقبت برباد کر دی۔ یہ نیک نامی نہیں ہے کہ دشمن کو خوش کرنے کے لیے دوست کی دل آزاری کی جائے۔

۴۸۔ جنت میں گنہگار کس طرح جاسکتا ہے؟

ایک غریب آدمی مٹی گارے سے بھرا ہوا مسجد میں داخل ہو گیا تو وہ بڑا حیران ہوا کہ مجھ جیسا گنہگار مسجد میں کیسے آ گیا؟ ایک نمازی نے اسے دیکھ کر جھٹک دیا اور کہا کہ:-

”مسجد میں آیا ہے تو ذرا اپنی شکل و صورت تو دیکھ۔ اپنا لباس تو

دیکھ اسے مسجد کے قابل بنا“

یہ بات سن کر عقلمند غریب آدمی کے دل پر ایک چوٹ سی لگی کہ جب مسجد میں مٹی سے آلودہ آدمی نہیں آسکتا تو جنت میں گنہگار کس طرح جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ تو بہت پاک و صاف مقام ہے۔ وہاں گنہگاروں کو کون داخل ہونے دے گا؟“

۴۹۔ بلی پاخانہ کرنے کے لیے صاف ستھری جگہ تلاش کرتی ہے

بلی پاخانہ کرنے کے لیے صاف ستھری جگہ تلاش کرتی ہے اور فراغت کے بعد گندگی پر مٹی ڈال کر ڈھانپ دیتی ہے۔ گویا کہ بلی کو یہ بات پسند نہیں کہ اس پر کسی کی نظر پڑے۔

مگر اے انسان! تجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ تیری بدکاریوں اور کرتوتوں کو کوئی دیکھے گا تو اسے کتنا برا محسوس ہوگا۔ تجھے بھی چاہیے کہ اس پر توبہ کا پردہ ڈال دے تاکہ تیرے گناہ ختم ہو جائیں۔

اگر کوئی غلام اپنے آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو تو پھر وہ صدق دل سے توبہ کر کے واپس آ جائے تو مہربان آقا اسے زنجیروں سے جکڑنے اور قید کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اسی طرح تو اگر تائب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ جائے تو تیرا معاملہ بھی رفع ہو سکتا ہے۔

۵۰۔ اللہ تعالیٰ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ موسم سرما میں درخت پتوں سے خالی ہو جاتے ہیں۔ یہ خالی درخت بارگاہ الہی میں مناجات کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں نیا لباس عطا فرماتے ہیں۔ اس طرح اگر محروم آدمی اللہ تعالیٰ سے

عرض کرے تو پھر رحمت الہی اسے مایوس نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ اس در پہ جو بھی اپنی امید لے کر آئے گا اس کی امید پوری ہوگی۔

لوگ بارگاہ الہی میں عبادت کی پونجی لے کر آئیں گے مگر کوئی سکین عاجزی کے سوا کیا لائے گا۔ لیکن اس کی بے سرو سامانی ہی رحمت الہی کو جوش میں لاتی ہے اس لیے آؤ بے برگ و بار درختوں کی طرح خالی ہاتھ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ:-

”یا الہی! تیرے بندوں سے گناہ ہو گیا ہے تو بخشش فرما اور معاف فرما دے“

۵۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا

ایک شخص کسی گناہ کا عادی تھا اور وہ لگاتار وہ گناہ کرتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ یوں ہوا کہ اس شخص کو گناہ کرتے ہوئے اس کے جاننے والے بزرگ نے دیکھ لیا تو وہ آدمی بڑا پریشان اور شرمندہ ہوا اور بولا کہ:-

”بہت برا ہوا کہ محلے کے بزرگ سے یوں شرمندگی اٹھانی

پڑی۔“

اُس نے بزرگ سے اس کی بات سنی تو کہنے لگا:-

”اے جوان تجھے اپنے آپ سے اور اپنے باری تعالیٰ سے تو

شرم نہیں آئی جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے مجھ سے شرم کرنے

سے کیا فائدہ؟“

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لیے رضا

جوئی حق تعالیٰ کی یہی ضروری ہے اگر گناہ کرتے ہوئے بندے کو اللہ تعالیٰ سے

شرم ہی آتی ہے تو پھر تجھے اس گناہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے اور بھی زیادہ شرم  
آنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ہے اور ہر ایک کو ہر حال میں دیکھتا ہے۔ اس لیے  
ہر انسان نادان کو اس کا بخوبی علم ہونا چاہیے کہ بت پرست اپنے بت کے سامنے  
گناہ نہیں کرتا اور ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہ کرتے ہیں اور ڈرتے نہیں اور توبہ  
نہیں کرتے کل کس منہ سے اس کے سامنے جائیں گے اور کیا ہمارا حشر ہوگا؟“

۵۲۔ کتے سے زیادہ مسکینیت کسی میں نہیں

ایک شخص کسی جنگل سے گزر رہا تھا اور اس جنگل میں ایک فقیر گوڈری  
پوش رہتا تھا اچانک اس شخص کو فقیر کی جھونپڑی سے کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔  
اس شخص کو بڑی حیرانی ہوئی کہ فقیر کے ہاں کتے کا کیا کام؟ وہ جاننے کی خواہش  
میں اندر چلا گیا۔ وہاں کوئی کتا نہ تھا۔ فقیر موجود تھا۔ جب وہ شخص شرمندہ ہو کر  
واپس جانے لگا۔ اس وقت فقیر نے اس شخص کے پاؤں کی آہٹ سن لی اور بولا:  
”دروازے پر کیوں کھڑے ہو اندر آ جاؤ“

پھر خود ہی کہنے لگا:-

”نور چشم! یہ جو کتے کی آواز تو نے سنی وہ میری ہی آواز تھی۔“

”کتے سے زیادہ مسکینیت کسی میں نہیں اگر تجھے بھی بلند مقام کی آرزو

ہے تو عاجزی اختیار کر بلندی پالے گا۔“

### ۵۳۔ انسان آخر انسان ہے

ایک مرتبہ ایک صحرائی کو کتے نے کاٹ لیا۔ اور کتے کا کاٹا زہر آلود تھا۔ صحرائی کتے کے کاٹے کی وجہ سے درد کی وجہ سے ساری رات سو نہ سکا تھا۔ اس کی چھوٹی سی بچی باپ کی بے قراری کو برداشت نہ کر سکی تو وہ باپ سے کہنے لگی کہ:-

”جب کتے نے تمہیں کاٹا تھا تو تمہارے دانت کو کیا ہو گیا تھا

تم نے کتے کو کیوں نہیں کاٹا“

ننھی بچی کی یہ بات سن کر باپ ہنس دیا۔ ”بیٹا میں اسے کاٹ تو نہیں سکتا

تھا مگر میں نے اپنے دانتوں کو اس ناپاکی سے بچانا ہی مناسب سمجھا“

”یہ تو ممکن ہے کہ میں بھی کتے کی ٹانگ پر کاٹوں خواہ میرے سر پر

تلواریں برسیں۔ مگر انسان آخر انسان ہے وہ کتے کی طرح کمینہ پن تو نہیں کر سکتا ہے۔“

کتا اگرچہ انسان کا وفادار جانور ہے مگر اس میں بھی بہت ہی ناپسندیدہ

حرکات پائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے اس سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

### ۵۴۔ بدوں کے ساتھ نیکی نہیں کی جاتی

کسی شخص کے گھر میں بھڑوں نے چھتا بنانا شروع کر دیا تو مرد کو بڑی فکر

ہوئی کہ یہ ہمیشہ تنگ کرتی رہیں گی۔ تو مرد نے چھتہ ہٹانا چاہا۔ مگر اس کی عورت

نے کہا:-

”ان بے چاروں کو کیوں پریشان کرتے ہو نگارہنے دو“

مرد یہ سن کر کام پر چلا گیا تو بھڑوں نے عورت پر حملہ کر دیا اور اسے  
ڈنگ مار مار کر ہلکان کر دیا جب مرد کام سے واپس آیا تو عورت کا برا حال دیکھا تو  
مرد نے کہا کہ:

”اب لوگوں کو منہ بنا کے دکھاتی ہے سب تیری بیوقوفی کا نتیجہ

ہے کہ تو نے ہی تو کہا تھا کہ انہیں کچھ نہ کہو چھتا لگا رہنے دو“

دراصل بدوں کے ساتھ نیکی نہیں کی جاسکتی۔ ورنہ ان کی برائی میں اور

اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سر میں لوگوں کو ایذا رسانی کا منصوبہ ہو اس سر کو گردن سے

جدا کر دینا بہتر ہے۔

### ۵۵۔ سخی اور بخیل میں فرق

سخی پھلدار درخت کی مانند ہوتا ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اس  
کا پھل کھاتے ہیں اس کے سایہ میں آرام کرتے ہیں لیکن بخیل کی مثال خود  
روگھاس کی طرح کی ہوتی ہے یا سوکھی ہوئی جھاڑی جو سوائے جلانے کے اور کسی  
کام نہیں آتی۔ سوکھی جھاڑی لوگ کاٹ لیا کرتے ہیں مگر پھل دار درخت کی ہر شخص  
حفاظت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سخی کے سب طرفدار ہوتے ہیں اور بخیل سے  
سب بیزار ہوتے ہیں سخی کو اس کی سخاوت کی وجہ سے عزت نصیب ہوتی ہے اور  
بخیلی کو اس کی بخالت کی وجہ سے عذاب ملتا ہے۔ سخی سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوتا  
ہے اور بخیل سے لوگوں کو مایوسی حاصل ہوتی ہے بخیل کا مال قبر میں سانپ کی شکل  
بن کر عذاب کا باعث بنتا ہے۔ جب کہ سخی قبر میں آرام و سکون سے ہوتا ہے۔



## ۵۶۔ ہمدردی

ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ شہر سے گندم خرید کر اپنے سر پر اٹھا کر گھرالائے۔ گھر آ کر جب بوری کو کھولا تو گندم میں سے ایک چیونٹی بھی نکل آئی۔ جو پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ آپ کو اس پر بڑا رحم آیا اور خیال آیا کہ:-

”اس لیے بڑی پریشان ہے کہ بے چاری گھر سے بے گھر ہو گئی ہے اور اپنے عزیزوں سے بچھڑ گئی ہے اور یہ بات تو مروت کے خلاف ہے کہ میں اس غریب کو بے گھر کرنے کا سبب بنوں اگر اپنا اطمینان قلب چاہیے ہو تو دوسروں کو پریشان نہ کرو۔ کمزور پر ظلم مت کرو کیا خبر کل تمہارا کیا حشر ہو گا اور پھر تمہیں کس کس کی منت و سماجت کرنی پڑے۔؟“

۵۴۔ جو شخص اللہ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اللہ پاک اس پر رحم نہیں کرتا

کسی نواب نے ایک دن کسی یتیم کے پاؤں سے ایک کانٹا نکالا تھا۔ تو چند دنوں کے بعد نواب فوت ہو گیا تو کسی نے نواب کو خواب میں دیکھا کہ وہ باغوں میں چہل قدمی کر رہا ہے اور بہت مسرور نظر آتا ہے اس نواب نے کہا کہ:

”یتیم کا کانٹا نکالنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے پھول کھلا دیئے ہیں۔“

انسان کا منصب یہ ہے کہ وہ دوسروں پر رحم کرے یا ایسی کوشش کرے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:-

”جو شخص اللہ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اللہ پاک اس پر رحم

نہیں کرتا۔“

اگر کسی پر احسان کرو تو دل سے اسے محتاج اور کمزور نہ سمجھو اور خود کو اس سے اعلیٰ نہ خیال کرو؛ کیونکہ جس خدا نے تجھے امیر اور اسے غریب بنایا ہے۔ وہ تجھے غریب اور اس کو غریب بھی بنا سکتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔ اور ہمیشہ اس کے بندوں پہ رحم کھایا جانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والوں پر ضرور رحم کرتا ہے اور اس کی عمر میں اضافہ بھی کرتا ہے اس لیے ہمارا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ ”کر بھلا ہوگا بھلا انت بھلے کا بھلا۔“

### ۵۸۔ دست درازی کے وقت بت کو ڈھانپ دیا

زینخانے عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کا دامن پکڑا۔ اور برائی پر حاوی ہو گئی اور اس نے بھیڑیے کی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو دبوچ لیا۔ مگر زینخانے کے پاس سنگ مرمر کا ایک بت تھا جسے وہ صبح و شام پوجا کرتی تھی۔ اس دست درازی کے وقت زینخانے بت کو ڈھانپ دیا تھا تا کہ وہ اس کے عمل بد کو دیکھ نہ سکے۔ اس نازک صورت حال کو دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام ادا اس ہو کر سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

زینخانے آپ کو ساکن حالت میں دیکھا تو قریب آ کر آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگی اور کہنے لگی کہ:-

”اے بے وفا! یہ تنہائی کا بہترین وقت ہے تو اس شاندار وقت کو بے کار سوچ و بچار میں ضائع نہ کر اور آگے بڑھ کر میری دلی مراد پوری کر دے۔ یہ سن کر

حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے اور پھر فرمایا کہ:-

”دور ہو جا۔ مجھ سے ایسی بدکاری کی توقع نہ رکھ تجھے تو اس

پتھر سے شرم آتی ہے جسے تو نے پردے سے ڈھانپ دیا

ہے مجھے علیم وخبیر اللہ تعالیٰ سے شرم نہ آئے جو پردوں کے

پیچھے بھی دیکھتا ہے۔“

”اگر گنہگاری میں عمر برباد کر دے اور

توبہ نہ کرے تو سوائے ندامت کے تجھے

کچھ حاصل نہ ہوگا پھر ایسی زندگی کا کیا فائدہ؟“

۵۹۔ ضرورت کے مطابق مانگی حوصلے کے مطابق دی

ایک مرتبہ ایک سائل نے حاتم کے دروازے پر آواز دی اور کہنے لگا کہ:-

”مجھے ایک تولہ چینی دے دو“

حاتم نے چینی کا ایک پورا بورا اٹھا کر دے دیا۔ بیوی نے اعتراض کیا کہ:-

”یہ کیا عقلمندی ہے کہ اس نے ایک تولہ چیز مانگی اور تم نے

پوری بوری بھر کر دیدی۔؟“

حاتم نے بیوی کو عجیب انداز میں جواب دیا کہ:-

”اس نے تو اپنی ضرورت کے مطابق چیز مانگی اور میں نے

اپنے حوصلے کے مطابق اسے دیدیا۔“

۶۰۔ انگور کی نیل کا سایہ باعث راحت بنا

کسی شخص نے خواب میں میدان محشر دیکھا جو کہ زمین تانبے کی طرح تپی

ہوئی تھی۔ لوگ گرمی کی وجہ سے چیخ و پکار مچا رہے تھے۔ گرمی کی شدت سے دماغ ہنڈیوں کی طرح اُبل رہے تھے۔ مگر ان سب سے الگ تھلگ ایک حبشی شخص بہترین بہشتی پوشاک پہنے ہوئے ان سے الگ سائے میں کھڑا تھا۔ خواب دیکھنے والے نے اُس شخص سے پوچھا کہ:-

”اے ممتاز ہستی! تیری نجات کا ذریعہ کیا ہے؟“

اس نے جواب دیا کہ:-

میرے گھر کے سامنے انگور کی بیل تھی۔ جس کے سائے میں ایک درویش نے آرام کیا تھا آج اسی درویش نے میری سفارش کر کے مجھے ہولناک مصیبت سے رہائی دلائی اور اس آرام و راحت کا سبب بنا وہ چند لمحوں کا آرام جو درویش کو میری بیل کے سائے کے نیچے میسر آیا میرے لیے ابدی راحت کا سبب بن گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ درخت لگانا بھی صدقہ جاریہ ہے۔ درخت قوم کا سرمایہ ہیں اور مسافروں کے لیے سائے کا باعث بنتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں آب و ہوا میں ٹھنڈک پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے درخت لگانا کارِ ثواب ہے۔

۶۱۔ غرور کا سر نیچا ہوتا ہے

آخرت میں جنت اس کے حصے میں آئے گی جو دعوائے پارسائی کرنے کی بجائے عمل کرتا رہا ہو اور عمل میں جان پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا ہو۔ تواضع سر بلندی بڑھاتی ہے۔ غرور کا سر نیچا ہوتا ہے سرکش گھوڑا سر کے بل گر جاتا ہے اس لیے بلندی کی ضرورت ہو تو بلندی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے۔ جو شخص دنیا میں مست

ہو اس کے دین کا راستہ پوچھنا فضول ہے تجھے اگر مقام حاصل کرنا ہے تو اپنے سوا کسی کو حقیر نہ سمجھو۔ اگر مخلوق تجھے خوش خلق اور نیک طبع کہتی ہے تو تجھے اس سے زیادہ اونچے مقام کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔ جو شخص تیرے عیبوں کو حقیر سمجھتا ہو تو اسے کبھی بزرگ ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ پھر یہ کیا اندھیرا ہے کہ تو دوسروں کو حقیر سمجھ کر اس بات کا متمنی ہو کہ لوگ تجھے بزرگ سمجھیں اور وہ تجھے حقیر ہی سمجھیں گے۔

۶۲۔ جو بھی مصیبت آتی ہے وہ اشارہ الہی سے آتی ہے

ایک بار ملک شام کے کسی شہر میں شورا اٹھا کہ ایک عظیم بزرگ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاری کے وقت اس بزرگ نے جو کلمات کہے وہ ضرب المثل کہلاتے ہیں یعنی ”جو بھی مصیبت آتی ہے وہ اشارہ الہی سے آتی ہے۔“ اس لیے ہر مصیبت کو راحت تصور کرنا چاہیے۔ وہ دشمن دراصل دشمن نہیں ہوتا جس کو دوست سے دشمنی پر مقرر کیا ہو۔ عزت و مرتبہ اور ذلت و قید سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں انہیں کسی دوسرے سے منسوب کرنا حماقت ہے۔ حکیم اگر کڑوی دوا دیدے تو مریض کو اپنے مرض سے بے خوف ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اسی دوا میں شفا ہے۔ کوئی بیمار طبیب سے زیادہ دانا نہیں ہوتا۔ اس لیے محبوب سے جو ملے اسے بے خوف و خطر کھا لینا چاہیے۔ کیونکہ محبوب اپنے محبت کے ساتھ کبھی زیادتی یا سختی نہیں کرتا۔

۶۳۔ خود بین کو اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن صبح ہی حمام سے نہا کر نکلے تو اچانک اوپر سے کسی نے راکھ کا تھیلا ان پر گرا دیا آپ کی داڑھی اور پگڑھی راکھ

سے بھر گئی لیکن آپ شکرگزاری کے ساتھ منہ پر ہاتھ ملتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ:-  
”اے نفس پلید! تیرے اوپر تو آگ ڈالنی چاہیے تھی تو اس  
راکھ سے کیوں منہ چڑھاتا ہے۔“

بزرگ لوگ دراصل خود کو کوئی مقام نہیں دیا کرتے۔ کیونکہ وہ جو خود بین  
ہو اسے خدا نظر نہیں آتا۔ اگر لوگ عزت کرتے ہوں یا خود بزرگی کا اعلان کرتا  
پھرے تو اس سے بزرگی حاصل نہیں ہوتی۔

۶۴۔ شریف آدمی حوصلہ مند ہوتا ہے

کسی شریف اور عقل مند آدمی سے کوئی بدمعاش الجھ گیا اور اس کا  
گریبان پکڑ کر کھینچنے لگا شریف آدمی نے بدمعاش کی دھونس برداشت کر لی، مگر اس  
کا جواب نہ دیا۔ اس وقت کسی نے اسے اکسایا کہ:

”ایسی نامردی کیوں دکھا رہے ہو اس بدتمیز کو جواب کیوں  
نہیں دیتے۔“

تو شریف آدمی نے جواب دیا کہ:-

”ایسی بات مناسب نہیں یہ تو احمق آدمی کا کام ہے کہ شیروں

اور سورماؤں کا گریبان پکڑ لیتا ہے مگر کسی سمجھدار آدمی کو یہ

زیب نہیں دیتا کہ وہ بے وقوف متانے کا گریبان پکڑے۔“

ہنرمند صاحب حوصلہ ہوتا ہے لوگوں کے ظلم و ستم برداشت کر لیتا ہے

لیکن مہربانی کی عادت نہیں چھوڑتا۔

## ۶۵۔ کسی کا برانہ چاہو

ایک بادشاہ کا غلام بھاگ گیا تو چند لوگوں نے اس بھگوڑے غلام کا تعاقب کیا اور گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ کے وزیر کی اس غلام سے دشمنی تھی اس نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ:-  
 ”اسے قتل کر دیا جائے“

غلام نے ہاتھ باندھ کر بادشاہ سے عرض کیا کہ:-  
 ”حضور کے حکم کے سامنے میرا سر خم ہے لیکن چونکہ میں حضور کا نمک کھا کر پلا ہوں اس لیے نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن آپ پر میرے قتل ناحق کا الزام لگایا جائے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس وزیر کو مار ڈالوں پھر اس کے قصاص میں آپ مجھے قتل کروا دیں۔ اس صورت میں میرا قتل جائز ہوگا۔“

بادشاہ یہ سن کر ہنس پڑا اور وزیر سے کہا کہ:-  
 ”اب تیری کیا رائے ہے“

اس وزیر نے کہا:-

”جہاں پناہ میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ خدا کے لیے اپنے پدر بزرگوار کی قبر کے صدقے میں اس کو آزاد کر دیجئے تاکہ یہ مجھے کسی بلا میں گرفتار نہ کروادے“

۔ چوں تیر انداختی بروئے دشمنی  
چنان داں کاندرا آماجش نشستی  
ترجمہ:- جب تو کسی دشمن پر تیر چلائے تو یہ جان لے کہ تو بھی  
اس کے نشانہ پر ہے۔

۶۶۔ حجاج بن یوسف کے حق میں دعا

حجاج بن یوسف ثقفی کے عہد حکومت میں ایک خدا رسیدہ بزرگ بغداد  
میں آوارہ ہوا۔ لوگوں نے اس کی دعاؤں کی مقبولیت کا چرچا سنا تو حجاج بن یوسف  
کو بھی علم ہوا تو اُس نے اُس کو بلا بھیجا اور کہا کہ:-  
”آپ میرے حق میں دعائے خیر کیجئے۔“  
انہوں نے دعا مانگی کہ:-

”الہی اس کو موت دے۔“

حجاج بن یوسف نے کہا کہ:-

”یا حضرت! آپ یہ کیسی دعا مانگ رہے ہیں۔“

انہوں نے فرمایا کہ:-

”یہی دعا تیرے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے بہتر ہے۔“

۶۷۔ ظلم کی بنیاد پہلے کم تھی؟

ایک دفعہ ایک شکار گاہ میں نوشیرواں عادل کے لیے اس کے غلام کباب  
بنارہے تھے مگر اُن کے پاس نمک نہ تھا یا کم ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے ایک غلام کو



نزدیکی گاؤں کی طرف بھیجاتا کہ وہاں سے نمک لے آئے۔  
نوشیرواں نے کہا کہ:-

”نمک کی قیمت دے کر لانا تا کہ قیمت ادا کئے بغیر چیز لینے

کی رسم نہ پڑے اور گاؤں اجاڑ نہ ہو جائے۔“

ملازمین شاہی نے عرض کیا کہ:-

”جہاں پناہ! ایک چٹکی نمک لینے میں کیا حرج ہے؟“

نوشیرواں نے کہا کہ:-

ظلم کی بنیاد دنیا میں پہلے کم تھی جو کوئی بعد میں آئے گا وہ اس میں اضافہ  
کرتا جائے گا حتیٰ کہ وہ انتہا کو پہنچ جائے گا۔ مثال کے طور پر

”اگر بادشاہ رعیت کے باغ سے ایک سیب توڑ لے تو اس کے

ملازم درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے اور اگر بادشاہ پانچ

انڈے مفت کھائے تو اس کے سپاہی ہزار دفعہ لوگوں سے

بالجبر چھین کر کھا جائیں گے۔“

اس لیے بادشاہ کو محتاط ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔

### ۶۸۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی انگوٹھی

سنا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس کا

(نگ) اتنا قیمتی تھا کہ جوہری اس کی قیمت لگانے سے قاصر تھے۔ ایک دفعہ ملک

میں سخت قحط سالی چھا گئی اور لوگ بڑی مصیبت میں وقت گزارنے لگے۔ حضرت

عمر بن عبدالعزیز نے بیت المال کا منہ کھول دیا۔ اور محتاجوں کی امداد کرنے میں کوئی  
 سر نہ چھوڑی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی انگوٹھی اتار کر حکم دیا کہ:-  
 ”اسے فروخت کر دیا جائے اور جس قدر قیمت حاصل ہو اس کو  
 درویشوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ انگوٹھی کی  
 قیمت فروخت سات دن تک ملک بھر کے محتاجوں اور مسکینوں  
 میں بٹی رہی اور وہ نہال ہو گئے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ:-  
 ”آپ نے کیا کیا؟“

اس انگوٹھی کا نایاب نگ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر بن  
 العزیز کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا انہوں نے فرمایا کہ:-  
 ”یہ بات اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند آ سکتی ہے کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہوں  
 اور میں قیمتی انگوٹھی اپنے ہاتھوں میں پہنے رہوں۔ حالانکہ مجھ پر ان کی نگہداشت اور  
 خدمت فرض کی گئی ہے؟“

۶۹۔ بخیل کے لیے قرآن کا ختم کرنا آسان ہے صدقہ مشکل

ایک شخص دولت مند تھا مگر بڑا کنجوس اور بخیل تھا۔ اس کا بیٹا بیمار ہو گیا تو  
 اس کے ہمدرد لوگوں نے مشورہ دیا کہ:-

i۔ ”قرآن پاک کا ختم کرو۔ اور قرآن پڑھ کر بچے کی صحت یابی کے لیے  
 دعا کرو۔“

ii۔ ”صدقہ یا قربانی کرو۔“

صدقہ کاسن کر بخیل آدمی سوچ میں پڑ گیا اور پھر کہنے لگا کہ:-

”قرآن ختم کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ قربانی کے جانوروں کا ریوڑ

بہت دور ہے“ ایک صاحب دل نے سنا تو کہا کہ:-

”قرآن ختم کرنا اُسے اس لیے پسند آیا ہے کہ قرآن اسکی نوک زبان پر

ہے اور روپیہ اس کی جان میں اٹکا ہوا ہے۔“

عبادت الہی اکثر لوگوں اور بالخصوص (بخیلوں) پر بہت گراں گزرتی ہے

مگر اس کے ساتھ ہاتھ سے دینے کی شرط بھی ہوتی ہے بخیلوں کو ایک دینار خرچ

کرنا پڑنے تو وہ کیچڑ میں پھنسنے ہوئے گدھے کی مانند نظر آتے ہیں ہاں الحمد پر ہواؤ

تو سو بار بھی پڑھ دیں گے۔

۷۰۔ ادھار عزت کی قینچی ہے

ایک شخص بازار میں سیب بیچ رہا تھا تو سب لوگ بڑے شوق سے خرید

رہے تھے تو ایک درویش کو بھی ساتھ ہی کھڑے دیکھا جو کہ اس کا جاننے والا تھا۔ تو

سیبوں والے نے کہا کہ:-

”بھائی! تو بھی سیب لے لے اگر تمہارے پاس پیسے نہیں تو فکر نہ کر

جب تمہارے پاس ہوں گے دے دینا“

درویش قناعت پسند اور سمجھدار تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ:-

”نہیں شکریہ شاید تو پیسوں کی وصولی کے لیے زیادہ صبر نہ

کر سکے لیکن میں سیب کھانے سے مبرا کر سکتا ہوں“

”اس گنے کی شکر مٹھاں نہیں رکھتی جس کے پیچھے تلخ تقاضا ہو۔“

اے۔ لالچِ ذلت کا باعث ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص خوارزم کا رہنے والا تھا مگر وہ بڑا لالچی تھا۔ وہ ایک صبح سویرے خوارزم شاہ کے پاس گیا پہلے تو اس نے شاہی آداب ادا کئے اور پھر کچھ اس سے مانگا۔

اس کے لڑکے نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو کہا کہ:

”ابا جان! آپ نے تو مجھے بتایا تھا کہ سجدہ صرف قبلہ کی طرف کرنا

چاہیے لیکن آج آپ نے دنیا کی حقیر چیزوں کے لیے بادشاہ کو قبلہ بنا لیا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ داناؤں نے کہا ہے کہ:

”اے ہوشمند انسان! قناعت سر بند کرتی ہے اور لالچ سے

بھرا ہوا رکندھے سے نہیں اٹھتا۔“



## ریا کاری

۷۲۔ بلندی کے خواہشمند ہو تو تواضع اختیار کرو

ایک دن ایک نیک سیرت نوجوان علم کے حصول کے لیے بغداد میں آیا۔  
تو لوگ اس نوجوان کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے تو انہوں نے اس کی بہت  
عزت افزائی کی ایک دن امام مسجد نے اُس سے کہا کہ:-

”مسجد سے خاک اور گرد وغیرہ جھاڑ کر صفائی کرو“

امام کی بات سن کر وہ نوجوان مسجد سے باہر نکل گیا اور پھر واپس نہ آیا۔  
امام مسجد اور دوسرے افراد نے سمجھا کہ نوجوان مسجد کی خدمت نہیں کرنا چاہتا تھا۔  
اس لیے وہ مسجد سے باہر نکل گیا ہے۔

دوسرے دن مسجد کے خادم نے اسے پکڑ لیا اور مسجد میں لے آیا اور کہا  
کہ ”تم نے بہت بری حرکت کی ہے“

اے متکبر نوجوان! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ لوگ خدمت کی بدولت ہی  
کسی مرتبے پر پہنچے ہیں۔

نوجوان اس کی باتیں سن کر رو دیا اور کہنے لگا کہ:-

”اے میرے قابل احترام دوست! مصیبت یہ ہے کہ میں نے مسجد میں

مطلق خاک اور گرد نہیں دیکھی اس لیے میں نے سمجھا کہ میں ہی پاک جگہ میں خاک آلودہ ہوں اس لیے میں مسجد سے باہر نکل گیا تھا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا گھر خس و خاشاک سے پاک ہو جائے۔ اگر تجھے بلندی درکار ہے تو تواضع اختیار کر اس لیے کہ اس بالاخانہ پر چڑھنے کے لیے خاکساری کے علاوہ کوئی سیڑھی نہیں ہے۔

### ۷۳۔ خلیفہ دوم کی انکساری

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک تنگ گلی سے گزر کر جا رہے تھے کہ ان کا پاؤں ایک فقیر کے پاؤں سے ٹکرا گیا مگر فقیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں جانتے تھے اور ویسے بھی دکھی آدمی دوست دشمن میں تمیز نہیں کرتا۔ اس نے غصے میں آ کر کہا کہ:-

”تو اندھا ہے کہ دیکھ کر نہیں چلتا“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت عاجزی اور انکساری سے

فرمایا کہ:-

”بھائی میں اندھا تو نہیں ہوں نادانستہ غلطی سرزد ہو گئی ہے خدا کے لیے

مجھے معاف کر دے۔“

یہ الفاظ وہ شخص ایک فقیر کے سامنے کہہ رہا ہے جو لاکھوں مربع زمین کا

حاکم ہے جس کی فوجوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے تھے اور جس کے

رعب اور دبدبے سے شیروں کا پتہ پانی ہو جاتا تھا۔

عقل مند ہمیشہ انکسار پسند ہوتا ہے کیونکہ میوہ بھری شاخ ہمیشہ زمین پر سر رکھ

دیتی ہے اور زمین کی طرف جھکی ہوتی ہے جب اس کے مقابلے میں اُس شاخ سے پھل کاٹ لیا جاتا ہے تو وہی شاخ اپنا سر اوپر اٹھا لیتی ہے۔ اُس کی عجز و انکساری ختم ہو جاتی ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی میں فرمایا ہے کہ:-

فروتن یود ہوش مند گزین

نہد شاخ پدمیوہ سر بر زمین

۷۴۔ اگر خدا نے تجھ پر انعام کیا ہے تو شکر کر تکبر نہ کر

ایک مرتبہ ایک فقیر نے درویش کو دیکھا کہ وہ نشے کی حالت میں بدمست ہو رہا تھا۔ درویش کو دیکھ کر فقیر اپنے زہد و عبادت کی وجہ سے غرور محسوس کرنے لگا۔ اس کے بعد فقیر نے تکبر کی وجہ سے درویش کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کیا مگر اس بدمست درویش نے اپنا سر اٹھا کر کہا کہ:-

اگر تجھ پر خدا نے انعام کیا ہے تو اس کا شکر کر تکبر نہ کر۔ کیونکہ غرور کرنے والوں کو محرومی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ جس طرح شیطان اپنے تکبر کی وجہ سے ذلیل ہو گیا اور مردود ٹھہرا۔ کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر ہنسنا نہیں چاہیے کیونکہ خدا نخواستہ کل تم بھی کسی بلا میں پھنس سکتے ہو۔ کیا خبر قسمت کے پھیر سے کل تو بھی میری طرح نشے سے بدمست ہو کر گر پڑے اور لوگ تیری ہنسی اڑائیں۔

۷۵۔ کسی کی ہنسی نہ اڑاؤ

اگر خدا نے تجھے مسجد میں بیٹھنے کی توفیق بخشی ہے تو آتشکدوں میں

بیٹھنے والوں کی ہنسی تو نہ اڑا۔ ایسا نہ ہو کہ خدا انہیں مسجد میں اور تجھے آتش کدے میں پہنچا دے۔ مسلمان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے آتش پرستوں جیسا زنا تیرے نہیں بندھوایا۔

”حکم خداوندی کے بغیر درخت کا پتا بھی حرکت نہیں کرتا زمین و آسمان ہیں۔ تقدیر الہی کے پابند ہیں اور قیدی کی طرح بے بس ہیں۔“

## ۶۔ کان اور زبان دل کی چابیاں ہیں

اگر اللہ تعالیٰ انسان کو توفیق نہ بخشے تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس حالت میں نہ تو انسان کسی کے ساتھ بھلائی کر سکتا ہے اور نہ برائی ہی ہو سکتی ہے۔ اگر انسان کی زبان کلمہ پڑھتی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پڑھتی ہے اس میں زبان کا کوئی کمال نہیں ہے زبان تو ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کمال تو اس مالک حقیقی ہے جس نے اس گوشت کے لوتھڑے کو قوت گویائی بخشی ہے۔ اور کلمہ پڑھنے کی توفیق بخشی ہے نیکی اور بدی کی پہچان اچھے برے کی تمیز انسان اپنی آنکھوں سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے آنکھ کو زمین و آسمان کی وسعت عطا کی ہے۔ سارے اجرام فلکی و سماوی اس میں سما جاتے ہیں اور وہ سب کے حسن و کمال کو پہچان سکتی ہے۔ آدمی کو رنج پہنچنے کا پتا آنکھ کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کی آنکھ مادی معرفت کا دروازہ ہے۔ خدا نے تجھے سر بخشا ہے تو اس کو سجدہ کرنے کی صلاحیت بھی عطا فرمائی ہے اور ہاتھ بھی عطا کئے ہیں تو ان میں جو دو سخا کی طاقت بھی بخشی ہے۔ تیرے دل میں جو کچھ جاتا ہے وہ کان کے راستے سے جاتا ہے اور



جو کچھ باہر نکلتا ہے۔ وہ زبان کے ذریعے نکلتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ زبان کے ذریعے نکلتا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ انسان کے دل کی چابیاں کان، زبان اور دل ہیں۔ یہی چابیاں لگا کر دل سے کچھ نکالا اور داخل کیا جاتا ہے۔

۷۷۔ بد مزاج دکاندار کا شہد بھی کڑوا لگتا ہے

ایک ہنس مزاج آدمی شہد کا کاروبار کرتا تھا اور لوگ اس کی خوش مزاجی اور میٹھی باتوں سے بہت خوش تھے جس کی وجہ سے اس کا کاروبار خوب چمکا ہوا تھا۔ اور لوگوں کو یہاں تک اس پر اعتماد تھا کہ اگر وہ زہر بھی لوگوں کو شہد سمجھ کر دیتا تھا تو لوگ شہد سمجھ کر لے جاتے مگر ایک بد مزاج آدمی اس ہنس مکھ شخص سے کاروبار کی ترقی اور خوشحالی کو دیکھ کر بہت کڑتا اور حسد کرتا تھا۔ اس نے سوچا کہ ”اس کے شہد میں کونسا سرخاب کا پتہ لگا ہوا ہے چلو ہم بھی یہی کام شروع کرتے ہیں“ چنانچہ اس نے بھی شہد کا کاروبار شروع کر دیا لیکن اس کی بد مزاجی اور ترش روئی کو دیکھ کر لوگ اُس کی دکان پر نہیں آتے تھے سارا دن گلی کو چوں میں آوازیں لگاتا رہتا لیکن کسی گاہک نے شہد اس سے نہ خریدارات کو تھک ہار کر خالی ہاتھ گھر گیا اور بیوی سے کہنے لگا کہ:-

”میرے شہد میں معلوم نہیں کیا خرابی ہے کہ کوئی خریدتا ہی نہیں؟“

بیوی نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ:-

”تلخ مزاج آدمی کا شہد بھی تلخ ہوتا ہے“

اس لیے مخلوق خدا کے ساتھ خوش اخلاقی اور نرم روئی سے پیش آنا چاہیے

تاکہ وہ آپ کی عزت کرے۔

## خاموشی

۷۸۔ اپنے راز کو چھپاؤ

ایک مرتبہ کسی سوداگر کو کاروبار میں کچھ نقصان ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ:-

”اس نقصان کا کسی سے ذکر نہ کرنا“ بیٹے نے کہا کہ:

”ابا جان آپ کا حکم ضرور مانوں گا لیکن مجھے اتنا تو بتا دیجئے کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنے میں کیا مصلحت ہے؟“

باپ نے جواب دیا کہ:-

”اس لیے کہ مصیبت دوہری نہ ہو جائے اول مال کا نقصان دوسرے ہمسایہ کی ہنسائی وغیرہ۔“

۷۹۔ بلا ضرورت گفتگو سے گریز بہتر ہے

ایک دفعہ نوشیرواں عادل کے دربار میں داناؤں کی ایک جماعت کسی مسئلہ پر بحث کر رہی تھی لیکن بزرگ جہر جو ان کا سردار تھا وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ:-

”کہ تم اس بحث میں کیوں حصہ نہیں لیتے“

اس نے کہا کہ:-

”وزیروں کی مثال طبیبوں کی ہے اور طبیب اسی کو دوا دیتا ہے

جو بیمار ہو۔ جب میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری رائے درست

ہے تو میرا بحث میں حصہ لینا فضول ہے اس لیے بلا ضرورت

گفتگو میں شامل ہونے سے گریز ہی بہتر ہے“

”کیونکہ جو کام میرے بات بتائے نکل جائے مجھے اس میں دخل نہیں دینا

چاہیے اور اگر میں دیکھوں کہ اندھا ہے اور اس کے سامنے کنواں ہے تو پھر اگر میں

خاموش بیٹھا رہا ہوں تو گناہ ہوگا۔“

اس لیے بوقت ضرورت بات کرنا۔ دانائی ہے اور بے محل بات کرنا

حماقت اور نادانی سے خالی نہیں ہے۔ اس لیے خاموشی کو عبادت کا درجہ بھی دیا گیا

ہے جس میں بہت بڑی مصلحت ہے۔

۸۰۔ بادشاہ کا سوال

ایک بادشاہ نے ایک عمالدار عابد و زاہد سے سوال کیا کہ:-

”تمہارا وقت کیسے کٹ رہا ہے۔“

عابد نے جواب دیا کہ:-

”تمام رات مناجات میں صبح حاجتوں کے پورا ہونے کی دعا

میں اور تمام دن اخراجات کی فکر میں۔“

بادشاہ عابد کے اشارے کو سمجھ گیا اور حکم دیا کہ:

”اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے تاکہ عیال کی فکر سے آزاد ہو کر

عبادت کر سکے اور عیال کا فکر دل سے نکل جائے۔“

۸۱۔ ہر کام میں اعتدال اختیار کرو

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

”ایک دفعہ میں ایک قافلے کے ساتھ کہیں سفر پر جا رہا تھا اور میں اس

وقت جوان بھی تھا تو اُس جوانی کے گھمنڈ میں میں بہت تیز چلا یہاں تک کہ تھک

کر چور ہو گیا اور راستے میں ایک درخت کے سایہ میں لیٹ کر آرام کرنے لگا۔

ایک کمزور بوڑھا بھی قافلے کے پیچھے آ رہا تھا اس نے کہا کہ:-

”بھائی! یہ سونے کی جگہ نہیں ہے۔“

میں نے کہا کہ:-

”کیسے چلوں، ایک قدم اٹھانے کی سکت نہیں رہی“

اس نے کہا کہ:-

تو نے نہیں سنا کہ عقلمندوں نے کہا کہ:-

”چلنا اور بیٹھ جانا دوڑنے اور سفر چھوڑ بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

ترجمہ: اسے وہ کہ منزل پہ پہنچنے کا مشتاق ہے جلدی نہ کر۔

میری نصیحت پر عمل کر اور صبر کرنا سیکھ لے۔ تازی گھوڑا دو

دوڑیں تیز دوڑتا ہے اور اونٹ آہستہ آہستہ دن رات چلتا رہتا

ہے۔ اس لیے اعتدال سے کام لو۔ کبھی نقصان نہیں ہوگا۔

۸۲۔ خود غرضی بُری بات ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد شہر میں آگ لگ گئی اور یہ آگ اتنی خوفناک اور تیز تھی کہ آدھا شہر جل کر راکھ ہو گیا جب لوگوں نے آگ پر قابو پایا تو لوگوں نے اپنی آہ و فغاں سے آسمان سر پر اٹھالیا لیکن دوسری طرف ایک دکان دار اپنی خوشی میں مست تھا۔ کیونکہ اس کی دکان صحیح سالم بچ گئی تھی۔ اور وہ بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ ایک جہاندیدہ شخص نے اس کو اس قدر مسرت و خوشی کے عالم میں دیکھ کر کہا کہ:-

”اے لالچی! تیرا تو یہ حال ہے کہ تیری دکان بچی رہے اور دوسروں کی مصیبت پر تیرا دل نہیں پیتا تف ہے تیری اوقات پر کہ مصیبت زدوں کے آنسو پونچھنے کی بجائے اپنی سلامتی پر بغلیں بچار رہا ہے“

سنگدل کے علاوہ کون معدوم بھر سکتا ہے جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ فاقہ زدہ لوگوں نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں۔ خود غرضی قابل نفرت عمل ہے۔ دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ انسانی ہمدردی سے انسان قلبی سکون حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حقدار بنتا ہے۔

۸۳۔ ہم تم سے بہتر ہوں گے؟

ایک بادشاہ جو کہ بڑا ہی مغرور اور تکبر پسند تھا۔ وہ درویشوں اور فقیروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ایک درویش نے اُس کی نظر حقارت کو بھانپ کر بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

”اے بادشاہ! بے شک ہمارا گروہ تعداد میں تمہاری فوج سے بہت کم ہے لیکن ہم دنیا میں تم سے زیادہ خوش اور مطمئن ہیں۔ موت کے معاملہ میں تم اور ہم برابر ہیں اور آخرت میں انشاء اللہ ہم تم سے بہتر ہوں گے۔ اس لیے کسی کو حقیر نہ جانو۔“



## تعلیم و تربیت

### ۸۴۔ فطرت تبدیل نہیں ہوتی

ایک وزیر نے اپنے کند ذہن اور نالائق بیٹے کو ایک دانشمند کے پاس تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا۔ دانشمند نے اس کی تعلیم و تربیت میں بڑی محنت کی اور مدتوں اس کی تربیت کرتا رہا۔ مگر نالائق لڑکے پر بالکل اثر نہ ہوا۔ آخر دانشمند نے تنگ آ کر نالائق شاگرد کو اس کے باپ کے پاس واپس بھیج دیا اور کہا کہ:-

”یہ تو عاقل نہیں بنتا البتہ اس نے مجھے پاگل کر دیا ہے“

اگر لوہا ناقص ہو تو اسے کوئی نہیں چمکا سکتا۔ اگر انسان میں فطری صلاحیت و قابلیت ہو تو تربیت اسی پر اثر کرے گی۔ کتے کو بے شک سات سمندروں میں نہلاؤ جس قدر بھگے گا زیادہ نجس ہو جائے گا اور بے شک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گدھے کو خواہ مکہ لے جائیں جب واپس آئے گا تو وہ گدھا ہی ہوگا۔ اس میں کوئی بہتری یا تبدیلی نہیں آئے گی۔

### ۸۵۔ آخرت میں صرف عمل کا سوال ہوگا

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ:-

”میں نے ایک اعرابی (دیہاتی یا صحرائی عرب) کو دیکھا جو اپنے لڑکے سے کہہ رہا تھا کہ:-

”اے میرے بیٹے! قیامت کے دن تجھ سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تو نے کیا عمل کیا یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو کس کا بیٹا ہے یعنی باپ کا نام کیا ہے؟ قیامت میں حسب و نسب کی بجائے اعمال کی پرشش ہوگی۔“

### ۸۶۔ استاد کی سختی اور باپ کی محبت

ایک مدرسے کا استاد بڑا سخت گیر تھا وہ نازک بچوں کو بات بات پر مارتا تھا وہ کسی کے گالوں پر مارتا اور کسی کی صاف شفاف پنڈلی کو شکنجے میں کس دیتا تھا جس سے بچوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ لوگوں نے اس کو بہت سمجھایا بچھایا مگر وہ اس سے باز نہ آیا آخر کار لوگوں نے اس کو مدرسے سے نکال دیا۔ اور پھر اس کی جگہ پر ایک نیک پرہیزگار اور نرم دل استاد کو لے آئے۔ وہ ضرورت کے بغیر کوئی بات منہ سے نہ نکالتا تھا یعنی وہ کافی کم گو استاد تھا۔ اور کسی کو دکھ اور تکلیف نہ دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ طلبہ کے دلوں میں استاد کا ڈر جاتا رہا اور پڑھنا لکھنا بھول کر ہر وقت کھیل کود میں مصروف رہنے لگے یا ایک دوسرے سے لڑتے رہتے۔ غرض کہ مدرسہ بازیچہ اطفال بن کر رہ گیا۔ لوگوں نے سکول کی اس حالت کو دیکھ کر پسند نہ کیا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کی خاطر پھر وہ سابقہ استاد کے پاس لوگ گئے۔ اور اس استاد کو دربارہ راضی کر کے لے آئے۔ ایک خوش طبقے بوڑھے نے ایسے موقع پر طبع کہا جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:-



ترجمہ: ایک بادشاہ نے اپنا لڑکا مکتب میں بھیجا۔ اس کی بغل میں چاندی کی تختی دی جس پر یہ بات سونے کے پانی سے توشتہ تھی کہ ”استاد کی سختی باپ کی محبت سے بہتر ہے۔“

۸۷۔ بڑوں سے ادب

حکیم لقمان سے لوگوں نے پوچھا:

”تو نے ادب کس سے سیکھا؟“

اُس نے کہا کہ:

”بے ادبوں سے۔ ان کا جو فعل مجھے بُرا معلوم ہوا اس کے

کرنے سے پرہیز کیا“

۸۸۔ انسان خود غرض نہ ہو

میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ:-

”اس کے مقبول بندوں کا خاص عمل کیا ہوتا ہے“

اُس نے کہا کہ:-

”سب سے معمولی یہ کہ دوستوں کے کام کو اپنی مصلحتوں پر

ترجیح دیتے ہیں“

داناؤں کا قول ہے کہ:-

”وہ بھائی جو اپنی فکر میں لگا رہے وہ نہ بھائی ہے اور نہ اپنا“

## ۸۹۔ نام حاجیوں کا۔ کام پاجیوں کا

ایک دفعہ حاجیوں کا ایک قافلہ دشت حجاز میں سفر کر رہا تھا۔ یہ دعا گو (سعدی) بھی اس قافلے کے ساتھ تھا۔ اور پیادہ ساتھی آپس میں کسی بات پر لڑ جھگڑ پڑے اور ایک دوسرے کے دست و گریبان ہو گئے اور ایک دوسرے کو خوب زود کوب کرنے لگے میں (شیخ سعدی) نے ایک شتر سوار کو دیکھا کہ وہ یہ منظر دیکھ کر اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ ریا المحبیب (عجیب بات ہے) کہ ایک پیادہ شطرنج کا میدان طے کرنے کے بعد فرزین بن جاتا ہے یعنی اس کا مرتبہ پہلے سے بلند ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ حاجی حجاز مقدس کے میدان کا مصر طے کرنے کے بعد پہلے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ کسی نے اس بارے میں صحیح کہا ہے کہ:-

نام حاجیوں کا اور کام پاجیوں کا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نام تو حاجی رکھا ہوا ہے اور کام شیطانوں کا سا کرتے ہیں جو کہ نام کے برعکس ہے۔

## ۹۰۔ حضرت ذوالنون مصریٰ اور وزیر

ایک مرتبہ ایک وزیر حضرت ذوالنون مصریٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ:-

”میں دن رات بادشاہ کی خدمت میں مشغول رہتا ہوں گو مجھے اس سے بھلائی کی توقع ہوتی ہے پھر بھی اس کے خوف سے لرزہ براندام رہتا ہوں دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہمت دے“

حضرت ذوالنون مصریؒ اس کی باتیں سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ:-  
 ”اگر میں اللہ جل شانہ کی ایسی خدمت کرتا جسے تو بادشاہ کی  
 خدمت کرتا ہے تو امید ہے کہ مولا کریم مجھے صد یقوں کا مرتبہ  
 عطا فرماتا۔“

(اگر وزیر خدا سے اتنا ہی ڈرتا جتنا کہ بادشاہ سے تو وہ فرشتہ بن جاتا)

### ۹۶۔ پوچھنے میں عار نہیں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ:-  
 ”علوم میں آپ اتنے بلند مرتبہ پر کیسے پہنچے؟“  
 حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:  
 ”جو کچھ میں نہیں جانتا تھا اس کے پوچھنے میں میں نے عار نہ  
 سمجھا۔“

### ۹۷۔ ”فائدہ اٹھانے کی اُمید پر“

ایک نیک دل آدمی کسی شہر میں رہتا تھا۔ اُس کی بیوی نے شکایت کی  
 کہ:-

”ہماری گلی کے بینے کی چیزیں صاف ستھری نہیں ہوتیں۔ اور  
 یہ بازار سے مہنگی بھی ہوتی ہیں اس لیے کوئی گاہک اس کی  
 دکان پر نہیں آتا تم بھی اس سے سودا مت لینا اور چار قدم  
 آگے جا کر بازار سے سودا خرید لانا۔“

اُس نیک آدمی نے جواب دیا کہ:-

”نیک بخت! اس شخص نے ہم سے فائدہ اٹھانے کی اُمید پر یہاں دکان کھولی ہے اس کو روزی سے محروم کرنا انسانیت نہیں ہے نیک اور سخی کا طریقہ اختیار کر۔ جب تو کھڑا ہے تو گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ عفو و درگزر سے کام لے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بے رونق دکان ہی سے سودا خریدتے ہیں تاکہ اس کو کچھ فائدہ حاصل ہو۔“

۹۳۔ معزز آدمی کا کمینوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہونا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی درخت کاٹ رہا تھا وہ جس شاخ پر خود بیٹھا تھا اس کو بھی کاٹ رہا تھا کہ وہاں باغ کا مالک آ گیا اس نے لکڑہارے سے شاخ کاٹنے کو منع کیا اور کہنے لگا کہ:-

”میں یہ بات اس لیے نہیں کہہ رہا کہ شاخ کٹنے سے میرا نقصان ہوگا بلکہ اس لیے بھی کہہ رہا ہوں کہ جب یہ شاخ کٹ کر گرے گی تو اس کے ساتھ تو بھی زمین پر گر جائے گا اگر تو میری بات تحمل سے سن لے اور برداشت کرے تو تیری نجات کا سبب بن سکتی ہے۔“

اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے طاقت ور بنایا ہے تو تکبر نہ کر اور کمزوروں کو نہ گرا۔

کیونکہ جنہیں آج کمزور سمجھ رہے ہو وہ کل کو روزِ محشر طاقتور ہوں گے اور بادشاہوں

کو گریبان سے پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیں گے۔

معزز آدمی کا کمینوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہونا بڑی ذلت کی بات ہے اس لیے ایذا رسانی سے بچنا چاہیے وہ کل تجھ سے انتقام لیں گے اور اُس وقت کتنی بدنامی ہوگی۔ جب تیرا گریبان ان کے ہاتھ میں ہوگا زور اور طاقت سے زیادہ فہم و فراست سے تحت و تاج حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس لیے معزز آدمی کی عزت کا خیال کریں۔

۹۴۔ اپنی دولت کو صدقہ جاریہ میں لگاؤ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مصر کے بادشاہ کا جب وقت مرگ قریب آیا تو اس کے چہرے کی رنگت تبدیل ہو گئی اور سبزے یا گھاس کی طرح زرد ہو گیا تو ورثانے اس کی جان بچانے کے لیے لاکھ کوشیش کیں مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا وہ نزع کی حالت میں یہ بڑبڑا رہا تھا کہ:-

”میں مصر کا سب سے کامیاب حکمران تھا۔ لیکن اگر حکومت کا انجام بھی موت ہی ہے تو گویا کچھ بھی نہیں اور میں دولت جمع کرنے میں مصروف رہا مگر اس کو استعمال کرنا نصیب نہ ہوا۔ حتیٰ کہ آج فقیروں کی طرح خالی ہاتھ اس جہان فانی سے جا رہا ہوں۔“

اچھا آدمی وہ ہے جو دولت سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے کیونکہ دوسروں کو فائدہ پہنچایا ہوا آخرت میں بھی ساتھ دیتا ہے۔

ورنہ افسوس اور حساب کتاب کے خوف کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔  
جان کنی کے وقت کبھی ہاتھ سٹرتے اور کبھی کھلتے ہیں تو گویا وہ زبان حال  
سے کہتا ہے کہ:-

”سخاوت کرو اور ظلم و حرص سے باز رہو ابھی موقع ہے سخاوت کر لو کفن  
سے ہاتھ نکال کر سخاوت کرنا محال ہے اگرچہ تیرے بعد بھی ہزار ہا سال دنیا کی  
مجلس اسی طرح قائم رہے گی مگر تجھے قبر سے نکلنا نصیب نہ ہو گا اور نہ دوبارہ  
سخاوت کرنے کا موقع ہی ملے گا“

### ۹۵۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کی بہتری کو جانتا ہے

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بھوکے اور  
ننگے درویش کے پاس سے گزرے تو اس نے عرض کی کہ:-  
”یا حضرت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آسودہ حال کر دے۔“  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور چلے گئے  
جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا کچھ عرصہ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی  
راستے سے گزرے تو دیکھا کہ:-

”سپاہیوں نے اسی درویش کو گرفتار کر رکھا ہے اور لوگ ان  
کے گرد جمع ہیں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ:-

”یہ کیا معاملہ ہے؟“

لوگوں نے بتایا کہ:

”اس درویش شخص نے شراب پی کر لوگوں سے دنگا فساد کیا ہے اور ایک آدمی کو قتل کر ڈالا ہے اب پولیس نے اس جرم میں اسے گرفتار کر لیا ہے“ بقول فارسی شاعر۔

آنکس کہ تُو تو نگرت تمی کردند

او مصلحت تو از تو بہتر داند

ترجمہ:- جو اللہ تعالیٰ کسی کو مال دار نہیں بناتا وہ تیری مصلحت بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت اور انسان کی بہتری ہوتی ہے۔ مگر انسان کوتاہ بین اور کم عقل واقع ہوا ہے کہ وہ حکمت الہی کو سمجھ نہیں پاتا۔

۹۴۔ عقلمند کے نزدیک یہ دنیا کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ہے

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص کا باپ بوڑھا ہو گیا اور کام کاج کے قابل نہ رہا تو اس نے اپنا کام کاج اپنے بیٹے کے حوالے کر دیا اور باپ ایک مفلوج ہو کر صرف دیکھتا تھا۔ اور اپنی زندگی کے دن ہر روز شمار کرتا رہتا تھا۔ ہر معاملے میں وہ بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کا محتاج تھا۔ اس بوڑھے کی امیدیں اور آرزوئیں باری باری ختم ہوتی جا رہی تھیں صرف وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر بھروسہ اور اکتفا کرتا تھا۔

حقیقت کی نگاہ سے اگر سوچا جائے تو معلوم ہوگا کہ عقلمندوں کے نزدیک

اس دنیا کی حقیقت کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے سوا کچھ نہیں ہے اور یہ دنیا اتنی بے وفا ہے کہ ہر وقت کسی اور کی تاک میں لگی رہتی ہے اگر تو ہوشمند ہے تو اپنے باپ دادا کی موت کو یاد کر کے اس بات کا یقین حاصل کر لے کہ میں بھی ایک دن اسی طرح مر جاؤں گا اور سارا دنیا کا مال و متاع یہاں ہی چھوڑ جاؤں گا۔ اگر تو نے بیش بہا خزانے بھی جمع کر لیے ہیں تب بھی تیرے ساتھ صرف وہی جائے گا جو تو نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر لیا ہے یا مخلوق الہی کی بھلائی پر لگایا ہے باقی سب کچھ یہیں پڑا رہ جائے گا۔ انسان کو ہر وقت اپنے آخری وقت پر نگاہ رکھنی چاہیے یہ دنیا تو فریب اور دھوکا ہے آخر ایک دن یہاں سے ہر شخص نے رخصت ہونا ہے۔

## ۹۲۔ جب موت آئے گی تو ہم برابر ہوں گے

ایک بادشاہ کسی ملک میں حکومت کر رہا تھا جو کہ بڑا جابر اور سخت گیر تھا۔ اور ایک دفعہ ایک غریب آدمی سے محض بادشاہ اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اس غریب آدمی نے بادشاہ کے منہ پر حق بات کہہ دی، مگر بادشاہ نے اُس غریب آدمی کی حق بات کو اپنی توہین اور بے عزتی سمجھا جو کہ غلط بات تھی اور اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ بادشاہ چونکہ بااختیار تھا اس نے غریب آدمی کو قید کروا دیا۔ اُس وقت فقیر کے دوست نے اس سے ازراہ ہمدردی اور خیر خواہی کے کہا کہ:-

”بادشاہ کے سامنے یہ بات کہنا مناسب بھی نہیں تھا۔“



فقیر نے جواب دیا کہ:-

”امر حق کی تبلیغ واجب ہے۔ اس لیے حق گوئی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے خواہ اس کے صلے میں جیل ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ تکلیف تو آنی جانی شے ہے مگر حق کو چھپانے کی سزا ابدی اور دائی ہوتی ہے جو کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔“

حب فقیر اور اس کا دوست آپس میں سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے تو کسی چغلخو نے یہ بات سن کر بادشاہ تک پہنچا دی کہ:

”فقیر ایسی باتیں کر رہا تھا شاید اس کا خیال ہو کہ کچھ دنوں کے بعد قید سے رہائی ہو جائے گی۔“

بادشاہ نے کہا کہ:-

”رہائی تو درکنار اس کی موت بھی جیل میں آئے گی۔“

اب چغل خور نے بادشاہ کی اس بات کو جیل میں فقیر تک بھی پہنچا دیا تو یہ سن کر درویش نے کہا کہ:-

”میری بات بادشاہ سے کہہ دینا کہ دنیا تو چند روزہ ہے اس کی خوشی اور غمی کا کوئی اعتبار نہیں ہے تو اگر مجھے رہا نہ کرے تب بھی میں خوش ہوں اور اگر قتل بھی کرادے تب بھی کوئی غم نہ ہوگا۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور فوج بھی دی ہے اور تجھے بادشاہ بنایا ہے جبکہ میں بال بچے دار محروم اور غم زدہ ہوں۔ مگر میرے سامنے فرق صرف زندگی تک محدود ہے۔“

کیونکہ جب ہمیں موت آئے گی اور قبر میں جائیں گے تو میں  
اور آپ برابر ہو جائیں گے کیونکہ مادی لحاظ سے نہ تیرے  
پاس کچھ ہوگا نہ میرے پاس۔

اس لیے مادی دولت پر ناز نہ کرو۔ یہ تیرے پاس صرف چند دن ہے اور  
قوم کی امانت ہے مگر اس طرح خود کو جہنم کا ایندھن نہ بنا تجھ سے پہلے بھی کئی مالدار  
گزرے ہیں۔ مگر اب دنیا میں ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ اگر اس دولت سے  
خلق الہی کی خدمت کرے گا تو لوگوں کی دعائیں تیری عاقبت سنواریں گی۔ ورنہ قبر  
تنگ ہو جائے گی اور تیری قبر پر لوگ لعنت بھیجا کریں گے اور تو ملعون کہلائے گا۔

### ۹۸۔ جنگ عورتوں اور ہیجڑوں کا کام نہیں

گرگین پہلوان کا بیٹا جب پہلی مرتبہ مسلح ہو کر میدان جنگ میں جانے  
لگا تو اس نے باپ کے اس کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ:-

”اگر تو عورتوں کی طرح جنگ سے بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے تو  
جنگ پر مت جا کیونکہ جنگ کرنا عورتوں اور ہیجڑوں کا کام  
نہیں یہ تو بہادروں کا کھیل ہے اگر عورتیں جنگ سے بھاگ  
جائیں تو الزام نہیں آتا مگر مردوں کا میدان جنگ میں پشت  
دکھانا بڑی بے عزتی اور شرم کی بات ہے وہ کھیل جس میں  
ورزش ہو انسان کے دل سے خطرات کو دور کر دیتے ہیں۔“

لیکن جو لوگ عیش و عشرت میں پرورش پاتے ہیں اور جاموں میں پاتے

ہیں وہ تو بزدل اور نکمے ہوتے ہیں۔ وہ جنگ کا نام سن کر ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور زیادہ موٹا آدمی بھی جنگ کے قابل نہیں ہوتا کیونکہ اس کا ذرا بھر بھی توازن بگڑ جائے تو وہ زمین پر گر پڑتا ہے اگر میدان جنگ میں اتر تو سر ہتھیلی پر رکھ لو ورنہ ملک و خون کی بدنامی کا سبب نہ بنو۔ جو شخص میدان جنگ سے بھاگ آئے وہ بھگوڑہ کہلاتا ہے اور معاشرے میں اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی وہ قابل اعتبار آدمی نہیں کہلاتا۔ اور اس کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کے حوصلے بھی پست ہو جاتے ہیں۔

”ہاں ڈٹ کر لڑنے کا ارادہ ہے تو بسم اللہ کر۔“

۹۹۔ کمزور کی دعا بھی طاقت رکھتی ہے

ملک گیری اور فتوحات صرف فوجی طاقت کا ہی خاصہ نہیں ہیں بلکہ ان کٹھن امور کے لیے غربا کی دعائیں اور روحانی امداد کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ جو شخص دوسروں کو دکھ نہیں دیتا وہ خود بھی کبھی دکھی نہیں ہوتا اور بعض اوقات غربا اور کمزور لوگوں کی دعائیں کارگر اور مفید ثابت ہوتی ہیں اگر نیکی کی وجہ سے عوام کی دعائیں تیرے ساتھ ہوں تو دشمن کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو شکست اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ ظاہری صورت کی بجائے حقیقت حال پر بھی نظر رکھنی چاہیے کیونکہ صورت اتنی پائیدار نہیں ہوتی جتنی معنویت ہوتی ہے دانش تقویٰ اور سخاوت انسان کو زندگی کے لیے سب سے زیادہ معنویت رکھتے ہیں۔ جس نے زندگی میں کسی کو مصیبت میں مبتلا نہ کیا ہو وہ قبر میں آرام سے سوتا ہے۔ اور آخرت کے لیے ساتھ لے جانے والا توشہ اسی زندگی میں تیار کر لو۔ مرنے کے بعد تمہارے وارثوں کو

اتنی فرصت کہاں ہوگی کہ وہ تمہارے لیے توشہ تیار کریں؟۔ یوں بھی آنکھ بند ہوتے ہی تیری ساری ملکیت ختم ہو جائے گی یا وارثوں کے قبضے میں ہوگی اس لیے جو دو سخا زندگی میں ہی بہتر ہوتی ہے خود ہی کماؤ اور خود ہی اپنے ہاتھوں سے غرباء اور مساکین کا حق ادا کرو کسی کا اس معاملے میں نہ بھروسہ کرو اور نہ انتظار کرو اور غریبوں کی دعائیں حاصل کرو۔



## ۱۰۰۔ سچ مچ کا بادشاہ تھا

ایک دانا کا قول ہے کہ میں اُن دنوں سچ مچ کا بادشاہ تھا اور میرا سر اس وقت تاج والا تھا۔ جب میں باپ کی گود میں سر رکھ کر سویا کرتا تھا۔ ان دنوں اگر میرے جسم پر مکھی بھی بیٹھ جاتی تھی تو کبھی اُس کو ماں اڑانے کی کوشش کرتی اور کبھی باپ بہن بھائی بھی مکھی کو اڑانے کے لیے ہوتے تھے گویا کہ سب ہی اس مکھی کی وجہ سے پریشان ہو جاتے تھے اور اب یہ عالم ہے کہ اگر کسی وجہ سے گرفتار بھی ہو جاؤں تو کوئی قید سے چھڑانے کے لیے بھی نہیں آئے گا۔ مجھے چونکہ بچپن ہی میں باپ کی وفات کا صدمہ ملا تھا اس لیے یتیموں کے دکھ درد کا اندازہ کچھ مجھے ہی ہو سکتا ہے اگر معمولی سی بھی نیکی کی جائے تو اس کا پھل ضائع نہیں جاتا مگر کسی نیکو کار کا یہ مقام نہیں کہ وہ اس نیکی پر غرور کرے۔

## ۱۰۱۔ سعدی کی باتوں کو غور سے سنو

جو شخص عقل مندوں میں بیٹھے اور اُن کی نصیحت کو سنے اچھے اخلاق اپنائے وہ بہت ہی اچھا اور مبارک شخص ہے۔ تیری عقلمندی اور ہوش کا یہ تقاضا ہے کہ تو سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کو غور سے سنے کیونکہ حضرت شیخ سعدیؒ کا کلام زیادہ تر اخلاقیات کے بارے میں ہی ہے غزل گوئی اور مجازی محبوبوں کی تعریف اُن کا شیوہ نہیں ہے اس لیے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کو غنیمت جانو اور انہیں قدر سے سنو اور ان پر غور کرو کیونکہ اخلاق کو سنوارنے کے لیے بہترین تحفہ ہیں۔

۱۰۲۔ اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل کرنے کے لیے مخلوق کی خدمت کریں

جو شخص حرص و ہوس کا شکار ہو وہ عقابوں کا شکار نہیں کھیل سکتا۔ دراصل جو اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل کرنا چاہتا ہو اسے مخلوق کی خدمت کرنی چاہیے اور اس بات کو اپنا مشن بنا لینا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ”ہما“ جیسے قیمتی پرندے کا شکار کرنا چاہے تو اسے ہر پرندے کے سامنے چوگا ڈالنا ہوگا کوئے اور کبوتر بھی اس کا دانہ کھائیں گے اور ان کی دیکھا دیکھی کسی وقت ”ہما“ بھی آ پھنسے گا۔

اسی طرح سینکڑوں سپیاں حاصل کریں تو چند موتی نکلتے ہیں اور بیسیوں تیر چلائیں تو دو چار نشانے پر لگتے ہیں۔ اگر اسی طرح بزرگوں کی خدمت کریں تو چند اللہ کے ولی بھی نکل آتے ہیں جن کی دعا سے انسان کا بیڑا پار لگ جاتا ہے۔

۱۰۳۔ نیک اور پارسا لوگ بھی عام لوگوں میں ہوتے ہیں

ایک مرتبہ کسی شہزادے کے تاج کا موتی سنگریزوں میں گر گیا۔ اس وقت بادشاہ بھی بیٹے کے ساتھ تھا۔ بیٹے نے موتی کو سنگریزوں ہی سے موتی کو تلاش کرنا شروع کیا۔ تو باپ نے بیٹے سے کہا کہ:

”اس اندھیرے میں موتی تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ موتی

ان ہی پتھروں میں ہے لہذا ان تمام پتھروں کو اٹھا کر لے چلو

دن کی روشنی میں ان سے موتی نکال لیا جائے گا کیونکہ موتی

ان ہی پتھروں میں ہے“

اسی طرح نیک و پارسا لوگ بھی عام لوگوں میں ملے جلے رہتے ہیں۔

ان کو پانے کے لیے اچھے اور برے لوگوں کی خدمت کرنی پڑتی ہے لیکن بالآخر وہ گوہر مقصود بھی ایک دن مل جاتا ہے۔ جاہلوں اور نادانوں کے ساتھ بھی عزت و اکرام کے ساتھ پیش آنا چاہیے کیونکہ اللہ والے سادگی کی وجہ سے ان ہی جیسے ہوتے ہیں۔ ممکن ہے ان ہی میں کوئی ولی اللہ ہو۔ اور اس کی عزت و خدمت کی برکت سے بیڑا پار ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ مشکلات آسان فرمادے۔

جاہل اور سادہ آدمی کو نفرت سے نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ گودڑی میں بھی اہل ہوتے ہیں جیسا کہ کانٹوں میں بھی پھول لگتے ہیں۔

۱۰۴۔ بخیل کے لیے بچے بددعا میں کرتے ہیں

اگر کوئی شخص جسے اللہ پاک نے مال دیا ہے اگر وہ اپنے بال بچوں پر تنگی سے گزارہ کرتا ہے تو اس بخیل کے بچے اس کے حق میں بددعا کرتے ہوں گے کہ کب وہ مرے اور وہ اس کے مال سے مزے اڑائیں۔ جس طرح کھیتی کی حفاظت کے لیے جو کالا کوا بنایا جاتا ہے۔ جب وہ کھڑا رہتا ہے پرندے اور جانور اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور جب وہ گر جاتا ہے تو وہ پھر بے خوف کھیتی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اسی طرح جب تک بخیل آدمی زندہ رہتا ہے۔ اس وقت تک اس کے اہل و عیال اس کے مال کو حسب خواہش خرچ نہیں کر سکتے اور جب وہ مر جاتا ہے تو ساری کسر چند دنوں میں پوری کر لیتے ہیں۔ بخیل کی مثال تو اس جادوئی سانپ کی ہے۔ جو خزانے پر ہوتا ہے مگر وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ وہ دوسروں کو کوئی نفع اٹھانے دیتا ہے۔ اس سے عام طور پر بخیل کا مال ایک ایک پائی کے

حساب سے اس کی موت کے وقت تک موجود ہوتا ہے۔ اور موت کے بعد ورثا میں تقسیم ہو کر بکھر جاتا ہے یا اس کے ورثا اپنی عشرت میں فوری طور پر ضائع کر دیتے ہیں۔ اس مال کا عذاب اس بخیل کو قبر میں ہوتا ہے یعنی اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کو بار بار قبر میں ڈستا رہتا ہے۔ اور وہ اس سے جان چھڑاتا ہے مگر وہ اس کی جان نہیں چھوڑتا۔

۱۰۵۔ غیور درویش

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:-

”میں نے ایک درویش کو دیکھا جو کہ فاقوں کی وجہ سے سخت

لاغر اور خستہ حال ہو رہا تھا۔“

میں نے اُس سے کہا کہ:-

”کہ اس شہر میں فلاں شخص تو نگر اور بڑا دریا دل ہے تم اس

کے پاس کیوں نہیں جاتے؟“

تو اس نے کہا کہ:-

خاموش کہ درختی و فقر مردن

بہ کہ حاجت پیش کئے بُردن

ترجمہ:- خاموش! کہ فقر و فاقہ میں خودداری کے ساتھ مرجانا بہتر ہے

اس سے کہ دوسروں کے سامنے کاسہ گدائی پھیلا یا جائے۔



۱۰۶۔ خود دار اور غیور سے بڑھ کر کوئی بلند ہمت نہیں

حاتم طائی عرب کا مشہور سخی تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ:  
”کیا تو نے اپنے سے زیادہ بلند ہمت کوئی شخص دیکھا ہے“

اس نے کہا کہ:-

”ہاں! ایک دن میں نے امرائے عرب کی دعوت کی تھی اور  
اس موقع پر چالیس (۴۰) اونٹ ذبح کئے تھے۔ جب یہ  
تقریب میرے گھر میں منعقد تھی تو میں ایک فرصت کے تحت  
گھر سے باہر جنگل میں گیا وہاں میری نظر ایک لکڑہارے پر  
پڑی جو لکڑیوں کا گٹھا باندھ رہا تھا تاکہ اسے بیچ کر روزی  
کمائے“

میں نے اس لکڑہارے سے کہا کہ:-

”تو حاتم کا مہمان کیوں نہیں بنتا کہ ایک دنیا اس کے دسترخوان پر جمع

ہے؟۔ اس نے جواب دیا کہ:-

”جو شخص اپنی محنت سے روٹی کھاتا ہے وہ حاتم کا احسان نہیں اٹھاتا۔ حق

یہ ہے کہ میں نے اس شخص کو ہمت اور جواں مردی میں اپنے سے بڑھ کر پایا جو اپنی

روزی خود کما کر کھاتا ہے وہ باہمت ہوتا ہے۔ اس شخص کی نسبت جو دوسرے کے

دسترخوان پر پڑا ہوا کھاتا ہے۔ اس لیے اپنی روزی کو خود کماؤ خود بھی کھاؤ دوسروں

کو بھی کھاؤ۔“

## ۱۰۷۔ تندرستی کا راز کیا ہے؟

ایک دفعہ عجم کے بادشاہ نے ایک طبیب حاذق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور وہ سرزمین عرب پر کئی برس تک رہا مگر کوئی شخص اس کے پاس علاج کے لیے نہ آیا۔ وہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ:-

”اے سیدالعرب! میرے آقا نے مجھے آپ کے ساتھیوں

کے علاج معالجہ کے لیے خاص طور پر بھیجا ہے مگر اس طویل

عرصے میں کسی شخص نے میری خدمات کا فائدہ نہیں اٹھایا“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:-

”اس قوم کی یہ عادت ہے کہ جب تک بھوک نہ ہو کچھ نہیں

کھاتے اور تھوڑی بھوک ہوتی ہے تو کھانے سے ہاتھ کھینچ

لیتے ہیں“

طبیب حاذق نے کہا کہ:-

”ان لوگوں کی تندرستی کا راز یہی ہے“

اس کے بعد وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے

وطن واپس چلا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ بسیار خوری سے اجتناب کیا جائے

”بسیاری خوری ہی تمام بیماریوں کی علامت ہے۔“



### ۱۰۸۔ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں

ایک شخص جو کہ بڑا مالدار تھا اس نے اپنے رہنے کے لیے ایک چھوٹا سا مکان بنایا۔ مگر کسی دوسرے آدمی نے کہا کہ:-

”آپ تو صاحب حیثیت ہیں اس سے بہتر مکان بنا سکتے تھے“

اس نے کہا کہ:

”بھائی! اس قصے کو چھوڑو۔ انسان ہر وقت پا برکاب ہے یہ زمین وغیرہ سب یہیں پڑے رہ جائیں گے یہ عقل اور رائے اور دانائی کی بات ہے کہ مسافر راستہ میں گھر بنا کر بیٹھ جائے؟“

### ۱۰۹۔ لوگوں پر مہربانی کرو مگر احسان نہ جتاؤ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ بڑے جلیل القدر پیغمبر اور کلیم اللہ تھے انہوں نے قارون کو نصیحت فرمائی کہ:-

”تو لوگوں پر اس طرح احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر

کیا ہے یعنی سخاوت اور بخشش کیا کر“

”جس شخص نے روپے پیسے سے بھلائی جمع نہ کی اس نے روپے پیسے کی

فکر میں اپنی زندگی اور عاقبت برباد کر لی۔ اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا کی نعمت سے فائدہ

اٹھائے تو لوگوں پر کرم کر جیسا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔“

عربی کی ضرب المثل جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

”سخاوت کر اور احسان نہ جتا“

اس لیے کہ فائدہ تجھے ہی پہنچتا ہے یعنی کہ سخاوت و نفع تو تمہارے پاس  
اجر کی صورت میں واپس آ جائے گا۔

ترجمہ:- ”تو اس پر احسان نہ جتا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا  
ہے بلکہ تو اس کا احسان مان کہ اس نے تجھے خدمت میں لگا  
رکھا ہے۔“

اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مال کی نعمت سے نوازتا ہے اور وہ لوگوں میں سخاوت  
بھی کرتا ہے تو وہ بڑا خوش نصیب شخص ہے۔ اس سلسلے میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں کہ ”یہ تمہارا کمال نہیں ہے کہ تو سخاوت کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا دوہرا  
تیرے اوپر احسان ہے کہ اس نے تجھے مال بھی دیا ہے اور سخاوت کرنے کی توفیق  
بھی دی ہے۔ اور آپ کو بخیل نہیں بنایا۔ اللہ کا شکر ادا کرو۔“

۱۱۰۔ مصلحت آمیز جھوٹ فتنہ انگیز سچ سے بہتر ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سخت گیر اور ظالم بادشاہ نے ایک قیدی کو قتل  
کرنے کا حکم دیا۔ وہ قیدی بے چارہ مجبوری کے عالم میں بادشاہ کو گالیاں دینے لگا  
تو بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟

بادشاہ کے ایک نیک خصلت وزیر نے کہا کہ:-

”عالم پناہ! یہ شخص کہتا ہے کہ حضور! ان لوگوں میں سے ہیں جو  
غصے کو پی جاتے ہیں اور مخلوق کی خطاؤں سے درگزر کرتے

ہیں“ بادشاہ کو یہ سن کر رحم آ گیا اور اس نے قیدی کی جان بخشی کر دی۔“

ایک دوسرے بد فطرت وزیر نے کہا کہ:-

”ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم درگاہ سلطانی میں سچ نہ بولیں حقیقت یہ ہے کہ اس شخص نے بادشاہ کو بُرا بھلا کہا اور گالیاں دیں۔ بادشاہ اس کی یہ باتیں سن کر کچھ غم زدہ سا ہو گیا اور کہا کہ:-

”پہلے وزیر نے جو کچھ کہا اس کا محرک بھلائی کا جذبہ تھا اور جو

کچھ تو نے کہا ہے اس کی بنیاد خبث باطن اور بدی پر ہے“

داناؤں نے کہا ہے کہ:-

”دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز“

ترجمہ:- مصلحت آمیز جھوٹ ایسے سچ سے بہتر ہے جو فتنہ پیدا

کرے۔

۱۱۱۔ قلعہ خوبصورت تو ہے مگر مضبوط نہیں

قزل ارسلان ایک بادشاہ تھا اس نے ایک مضبوط قلعہ بنا رکھا تھا۔ یہ ظہیر فاریابی کا مدح خواں تھا۔ یہ قلعہ اتنا بلند تھا کہ جیسے کوہ الوند۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بارہ کوس اونچا ہے۔ اس قلعہ پر کوئی دشمن حملہ آور نہ ہو سکتا تھا اور ہر طرح کا سامان عیش و عشرت اس قلعہ کے اندر جمع کر رکھا تھا۔ اور وہ اسی حالت میں کسی کا بھی محتاج نہ تھا۔ قلعے کے راستے اس قدر پُر سچ اور پیچیدہ تھے کہ کوئی

ناواقف آدمی وہاں تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔ اور قلعہ میں ایسی ہریالی تھی گویا کہ کسی سبز طشتری میں انڈہ رکھا ہو۔ قلعہ سفید پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس بادشاہ کے پاس ایک مرتبہ ایک سیاح آیا جو کہ بڑا ہی جہاندیدہ اور تجربہ کار تھا اور حقیقت آشنا بھی تھا۔ وہ سیاح قلعے کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ:-

”قلعہ تو خوبصورت ہے مگر مضبوط نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ مضبوط ہوتا تو تجھ سے پہلے بادشاہوں کو موت سے بچا لیتا اور تیرے بعد آنے والوں کے قبضے میں قلعہ نہ جاتا۔ حالانکہ اس قلعے کے باوجود بھی تجھے موت سے دوچار ہونا ہے اور یہ تیرے بعد دوسروں کے قبضے میں چلا جائے گا۔ جو تیری امیدوں اور آرزوؤں سے پھنس گئے۔ اپنے باپ کو یاد کر لو۔ کیا اس کو حوادث زمانہ نے پامال نہیں کر دیا ہے؟ یہ دنیا فانی ہے خوبصورت تو ہے مگر پائیدار نہیں ہے۔“

۱۱۲۔ ”جیسا تو مخلوق خدا سے سلوک کرے گا ویسا ہی اللہ تعالیٰ تجھ سے کرے گا“

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عراق کا ایک متکبر اور مفرور بادشاہ تھا۔ ایک دن اس کے محل کے نیچے آ کر فقیر نے نصیحت آمیز صدا لگائی اور اُس کی صدا سن کر بادشاہ نے عبرت پکڑی۔ اس نو وارد فقیر سے بادشاہ نے کہا کہ:

”جب تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عطا کا امیدوار ہے تو جن لوگوں کی امیدیں تجھ سے وابستہ ہیں انہیں محروم و نامراد نہ رکھ تو مخلوق الہی سے جیسا سلوک کرے گا ویسا ہی معاملہ تیرے ساتھ تیرا رب العالمین کرے گا اگر لوگوں پر انصاف کے دروازے بند کر دیئے جائیں تو وہ پریشانی کے عالم میں بغاوت پر تیار ہو جائیں گے اور اسی طرح ملک میں انقلاب برپا ہو جائے گا۔ اگر تجھے اپنی

رعیت کا خیال ہے تو پھر تو ہر وقت فکر مند اور پریشان ہوگا اور دن رات تجھے نیند نہیں آسکتی اور نہ آرام سے سو ہی سکتے ہو۔ تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ اپنے عوام کا فکر اور خیال کرو ہر وقت ان کی بھلائی اور بہتری کا خیال کرو تا کہ تیرے ساتھ بھی بھلائی ہو۔

### ۱۱۳۔ انسان مٹی سے بنایا گیا ہے

حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی میں اخلاقی، عاجزی اور انکساری کی تعلیم لوگوں کو دی ہے تاکہ ان کی فلاح و بہبود کا سبب بنے وہ فرماتے ہیں کہ:

”انسان مٹی سے بنایا گیا ہے اور مٹی ہمیشہ پاؤں کے نیچے

پامال رہتی ہے اس لیے انسان کو ہمیشہ عاجزی سے کام لینا

چاہیے تاکہ اصل سے رشتہ قائم رہے۔“

سرکش اور جہاں سوزی آگ کا خاصہ ہے اور یہ باتیں شیطان کی ہیں یہ

اس (شیطان) کی اصل ہیں مگر انسان کو شیطان کا مرید نہیں بننا چاہیے آگ کو جلایا

جائے تو اوپر کو اٹھتی ہے اور مٹی کو پھینکا جائے تو نیچے کو گرتی ہے۔ اس وجہ سے آگ

کی مناسبت سے شیطان کو بنایا گیا ہے اور مٹی کی مناسبت سے انسان کو اشرف

المخلوقات بنایا گیا ہے جو کہ بہت بڑا اعزاز اور شرف ہے۔

انسان کو اپنی حقیقت اور اصلیت کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیے۔ انسان کو عاجز

چیز سے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کر کے اشرف المخلوقات بنایا جو کہ رب العالمین کا بہت

بڑا احسان اور کرم ہے۔ تو انسان کو اس کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیشہ انسان کو عاجزی اور انکساری ہی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کا ظہور ہے اور انسان کی اپنی بھی اس میں بھلائی اور بہتری ہے ورنہ شیطان تو انسان کا ازلی دشمن ہے۔

۱۱۳۔ ”ہم کچھ کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ زندگی ختم ہوگئی“

کسی نے خوب کہا ہے کہ ”جوانی بھی کیا مستانی چیز ہے؟“ جس میں کسی دوسرے کی پرواہ تک نہیں ہوتی۔ مگر افسوس ایسا اچھا زمانہ ہمارے سر پر اچانک آیا اور گزر گیا۔ جس طرح یمن کی طرف سے چمکنے والی بجلی جو آنا فنا غائب ہو جاتی ہے۔ مجھے اس جوانی کے ہنگاموں نے دین سے بھی دور رکھا اور یہی کرتا رہا کیا کھاؤں کیا پہنوں گا؟ افسوس کہ ساری عمر باطل خیالات میں رہ کر حق سے غافل اور دور ہو گئے۔

ایک استاد نے شاگردوں سے کہا کہ:-

”ہم ابھی کچھ کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ زندگی ختم ہوگئی یعنی بڑھاپے تک منصوبہ بندیوں اور آرزوؤں کے شکنجے میں گرفتار رہا اور کچھ بھی نہ کر سکا۔ حالانکہ جوانی کے دور میں اور زیادہ یہ سوچ کر عبادت کرتا کہ جب بوڑھا ہو جاؤں گا تو پھر کبھی کچھ نہ کر پاؤں گا۔ اصل میں انسان کی زندگی کا بہترین دور جوانی کا ہی ہوتا ہے اور اسی دور زندگی میں عبادت کرنے کا مزہ اور لطف آتا ہے جس طرح کہ شیخ



سعدی نے فرمایا کہ:

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری

در پیری گرگ می شود پرہیزگار

ترجمہ:- جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا طریقہ ہے بڑھاپے

میں تو بھیڑ یا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

۱۱۵۔ اپنی ہی مصیبت زیادہ معلوم ہوتی ہے

کسی نے یہ ٹھیک کہا ہے کہ ہر شخص کو اپنی ہی مشکل یا مصیبت سب سے بڑی معلوم ہوتی ہے حالانکہ دوسرے کی مصیبت دیکھ کر اپنی مصیبت کو بھول جانا چاہیے ایک مرتبہ ایک چور کو چوکیدار نے پکڑ لیا اور اس کی مشکلیں باندھ کر زمین پر لٹایا اور وہ چور پریشانی اور مشکلوں کی تکلیف کی وجہ سے رات بھر سونہ سکا۔ اس چور کو رات کو محسوس ہوا کہ کوئی شخص ناداری اور تنگ حالی کی وجہ سے رو رہا ہے۔ چور نے اس کی آہ و زاری سنی تو کہنے لگا کہ:-

”کہاں تک روئے گا اب آرام سے سو بھی جا۔ تجھے اللہ تعالیٰ

کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ تو چوکیدار کے ہتھے نہیں چڑھا اور اس

نے تیری مشکلیں نہیں باندھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر

شخص کو اپنی ہی مشکل یا مصیبت بڑی معلوم ہوتی ہے حالانکہ

اس سے زیادہ پریشان حال نادار اور بے سروسامان لوگ دنیا

میں اور بھی موجود ہیں پھر تیرے لیے رونے کی کونسی بات

ہے۔ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ انسان بڑا کمزور بے صبر واقع ہوا ہے اس لیے ہر وقت ہر چھوٹی موٹی مصیبت پر بلبلا اٹھتا ہے جب کہ وہ حقیقت سے ناواقف ہوتا ہے۔“

۱۱۶۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت داؤد طاری رحمۃ اللہ علیہ سے

کہنے لگا کہ:

”میں نے فلاں صوفی کو راستے میں نشے کی حالت میں مست پڑا دیکھا ہے اور اس کے کپڑے اور پگڑی قے آلود تھی اور اسے کتے چاٹ رہے تھے۔“

حضرت داؤد طاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر ناگواری کا اظہار فرمایا اور

ناراضگی کے عالم میں کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ:-

”ایسے وقت میں کوئی شفیق دوست ہی کام آسکتا ہے۔ جاؤ اسے وہاں سے اٹھا کر لے آؤ۔ وہ اس حال میں ہے کہ جو شریعت میں ممنوع ہے اور صوفی کے لیے باعث شرم ہے۔ اطلاع دینے والا بات کر کے پھنس گیا گویا کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔“



۷۱۔ دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو

ایک دفعہ کا واقع ہے کہ کسی جگہ پر لڑائی ہو رہی تھی اور وہاں گردوغبار اور شور و غوغا ہو رہا تھا تو دو آدمیوں نے سنا۔ تو ان میں سے ایک نے یہ بہتر سمجھا کہ وہ چپکے سے کنارہ کش ہو جائے وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اور دوسرا جذباتی تھا وہ میدان میں کود پڑا۔ لڑنے والوں نے اس کی خوب پٹائی کر دی اور اس کا سر بھی پھوڑ دیا گیا اور لہولہان ہو گیا۔

”اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی عزت و آبرو کے ساتھ اپنے گھر

میں رہے اور کسی کی نیکی یا بدی میں دخل نہ دے“

اور ہر قسم کی دنیاوی برائیوں سے لاتعلق رہے۔

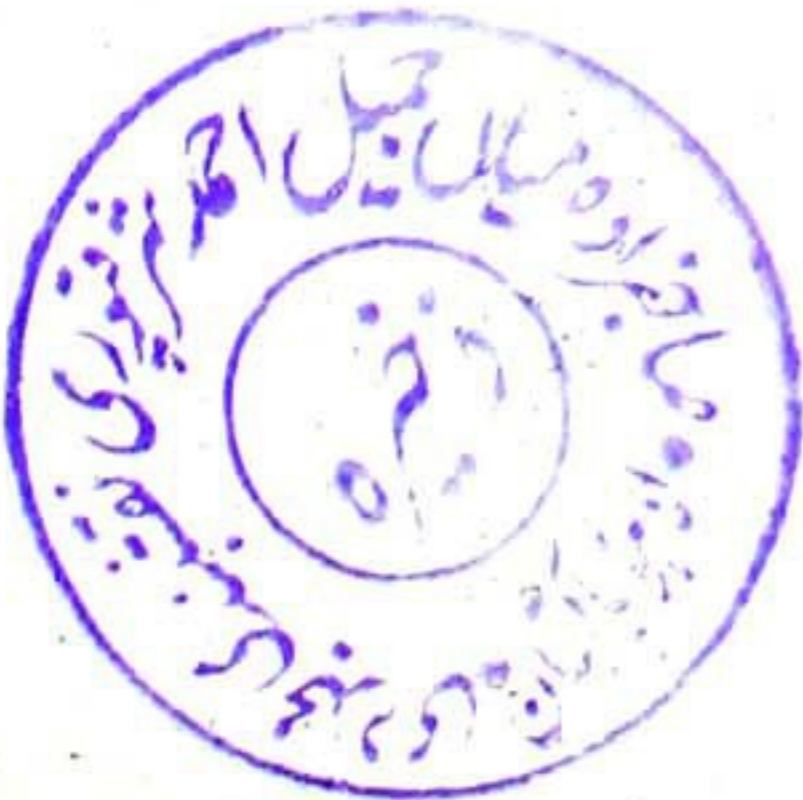
○.....○.....○

## ”اقوال زرین“

- 1- کسی پر نہ اتنی سختی کر کہ وہ تجھ سے بیزار ہو جائیں اور نہ اتنی نرمی کر کہ وہ تم پر سوار ہو جائیں۔ اعتدال پسندی اختیار کرو۔
- 2- نونوں کے چھپے عیب ظاہر نہ کرو کیونکہ تو ان کو ذلیل کرے گا اور خود کو بھروسے کے ناقابل بنائے گا۔
- 3- جو بزرگوں سے لڑتا ہے وہ خود اپنا خون گراتا ہے۔
- 4- نفس پرور سے ہنر پروری نہیں ہو سکتی اور بے ہنر سرداری کے قابل نہیں ہوتا۔
- 5- جس کو ایک مدت کے لیے دوست بناؤ۔ مناسب نہیں کہ اس کو ایک لمحہ میں رنجیدہ کرو یعنی اس سے لا تعلقی بھی آہستہ آہستہ ہونی چاہیے یک دم نہیں۔
- 6- موتی اگر کچھڑ میں گر جائے تو بھی وہ موتی ہی ہے اور قیمتی ہی ہے اور گرد اگر آسمان پر بھی چڑھ جائے تو بھی گرد ہی ہے اور بے قیمت ہے۔
- 7- جو گنہگار دعا کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دست دعا بلند کرتا ہے وہ مغرور عبادت گزار سے بہت اچھا ہے۔ توبہ کر لینا بہتر ہے۔
- 8- جو آدمی سوچ کر بات نہیں کرتا وہ اس کے جواب پر بگڑتا ہے۔

- 9- بادشاہوں کو وہی شخص نصیحت کر سکتا ہے جس کو نہ سر کا خوف ہو نہ زر کی تمنا اور لالچ یعنی بے خوف و خطر آدمی۔
- 10- جو کمزور پر رحم نہیں کرتا وہ زبردستوں کے ظلم میں پھنستا ہے۔
- 11- لالچی کے لیے اپنا دروازہ نہیں کھولنا چاہیے اگر کھل گیا تو پھر بند نہ ہوگا۔
- 12- دوست وہی ہے جو دوست کی پریشان حالی اور عاجزی کو دیکھ کر مدد کرے۔
- 13- اگر مالدار بننا چاہتے ہو تو سوائے قناعت کے کچھ طلب نہ کرو۔
- 14- اگر کوئی مانگنے والا عاجزی سے تجھ سے مانگے تو اس کو دے دے ورنہ کوئی ظالم زور سے لے لے گا۔
- 15- جو ذات تجھے مال دار نہیں بنا رہی وہ تیری مصلحت تجھ سے بہتر جانتی ہے۔
- 16- اگرچہ کوئی بے موت نہ مرے گا لیکن تو خود اژدہوں کے منہ میں نہ جانا یعنی مصیبت کو خود دعوت نہ دینا۔
- 17- شر پھیلانے والا خود بھی شر میں پھنس جاتا ہے۔
- 18- جو نصیحت غرض سے خالی ہو کڑوی دوا کی طرح مرض کی دافع ہے۔
- 19- فقیر کی ستر پوشی کرنا کہ خدا کا پردہ تیرا ستر پوش ہو۔
- 20- برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے اگر نوجوان مرد ہے تو برائی کا بدلہ احسان اور نیکی سے دے۔
- 21- جسم کی طاقت خوراک سے نہ سمجھ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی پرورش کرتی ہے۔

- 22- اگر تو اپنے آپ کو نیکیوں میں گنتا ہے تو بد ہے اس لیے کہ خدائی میں خودی نہیں سماتی۔
- 23- جس کے سر میں غرور ہو اس کے بارے میں ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ سچی بات سن لے گا۔
- 24- اگر برائی تجھے ناپسند ہے تو خود نہ کر پھر پڑوسی سے کہہ کہ نہ کرے۔
- 25- دشمن کا مشورہ ماننا خطا لیکن سننا روا ہے۔
- 26- اگر کام زر سے نکل سکے تو جان کو خطرے میں نہ ڈالو۔
- 27- زبان کٹا ہوا اور گوشہ تنہائی میں بہرا گونگا بن کر بیٹھا ہوا انسان اس سے بہتر ہے جس کی زبان قابو میں نہ ہو۔
- 28- جس کا حساب پاک ہے اس کو محاسبہ سے کیا ڈر۔
- 29- جہاں پھول ہے وہاں کانٹا بھی ہرگا۔
- 30- جس نے علم حاصل کیا اور عمل نہ کیا وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے ہل چلایا اور بیچ نہ بویا۔
- 31- بہت سے کام صبر سے نکلتے ہیں اور جلد باز منہ کے بل گرتا ہے۔
- 32- وہ دونوں انسان ملک اور دین کے دشمن ہوتے ہیں۔
- i- ایک وہ بادشاہ جس میں حلم اور بردباری نہ ہو۔
- ii- اور دوسرا وہ عابد جس میں علم نہ ہو۔
- 33- تین چیزوں کی بقا نہیں ہے۔
- i- مال کو تجارت کے بغیر۔



ii- علم کو بحث کے بغیر۔

iii- مالک کو تدبیر کے بغیر۔

34- علم دین کی خدمت اور اشاعت کے لیے ہے نہ کہ دنیا کمانے کے لیے۔

35- جو آدمی اچھے وقتوں میں بھلائی نہیں کرتا وہ برے وقتوں میں دکھ اٹھاتا

ہے۔

36- جو شخص بروں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ بھی سکھ نہیں پاتا۔

37- استاد کی سختی باپ کے پیار سے بہتر ہے۔

38- بسیار خور ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

39- لوگوں کے چھپے عیب ظاہر نہ کر کیونکہ تو اُن کو ذلیل کرے گا اور خود کو

بھروسے کے ناقابل بنائے گا۔

40- شیر سے پنچہ آزمائی کرنا اور تلوار پر مکارنا عقلمندوں کا کام نہیں۔

41- لوگوں کو ستانے والے سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہے۔ اس لیے کہ

مصیبت کے وقت اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔

42- جو سخی کھائے اور دے اس عبادت گزار سے بہتر ہے جو لے جائے اور جمع

کرے۔

43- بے نماز کو قرض مت دو خواہ فاقہ سے اس کا منہ کھلا ہوا ہو اس لیے کہ جو خدا

کا قرض ادا نہیں کرتا اسے تیرے قرض کی فکر بھی نہ ہوگی۔

44- جو زندگی میں لوگوں کو روٹی نہیں کھلاتا جب وہ مر جاتا ہے تو لوگ اس کا نام

بھی نہیں لیتے۔

45- نیک انجام فقیر بد انجام بادشاہ سے بہتر ہے۔

46- اگر تجھے میری عادت ناگوار ہے تو تو اپنی اچھی عادت ہاتھ سے نہ جانے

دے۔

42- سونا کان سے کان کنی کے بعد نکلتا ہے اور بخیل کے ہاتھ سے جانکنی کے

بعد۔

43- امیر وزیر اور بادشاہ کے دروازوں کا چکر بغیر کسی وسیلہ کے نہ کاٹ۔

49- حسین چہرہ کو بناؤ سنگھار کرنے کی ضرورت نہیں۔

50- آدمیت جو انمردی اور مہربانی کا نام ہے حسین شکل و صورت کا نام نہیں۔

تت بالخیر





## ہماری چند اہم مطبوعات

- حکایات رومی
- تحفہ خواتین
- تحفۃ العروس
- سیرت عائشہؓ
- سیرت الصحابیاتؓ
- تعبیر الرویا
- سیرت النعمان
- الغزالی
- النبی الخاتم ﷺ
- الممامون

ناشر  
اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ، چوک اردو بازار لاہور

فون: 7223506-7230718